THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, June 21, 2011
(71st Session)
Volume IV No.13
(Nos. 1 - 16)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran.. 01
2. Leave of Absence……………………………………….... 02
3. Points of Order:
   - High Power Transmission Lines for Balochistan……... 03
   - Inauguration of Passport Office at Haripur……………. 04-07
   - Release of Funds for Development Schemes. ………… 08-16
4. Further Discusssion on the Appointment of Leader of the Opposition………………………………………………. 17-103

Printed and Published by the Senate Secretariat Islamabad

Volume-IV SP.IV(13)/2011
No.13 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 21, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at five minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِيْ
بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا
يُلَقّٰهَآ إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ
إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٦﴾

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کیے اور کہا بیشک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجیئے جو اچھی ہو پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہو گا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہے۔ اور اگر آپ کو شیطان سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگیے۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

سورۃ حٰمٓ السجدۃ (آیات ۳۳ تا ۳۶)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ .Leave applications

جناب عدنان خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7, 10, 13, 16, 17 and 20 to 24 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایس ایم ظفر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 اور 21 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب الیاس احمد بلور صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ تیرہ تا سترہ جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ فرح عاقل صاحبہ ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ بیس جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ بیس جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ سیمیں صدیقی صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ بیس جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب محمد عفران خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ اکیس اور بائیس جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی بابر اعوان صاحب۔ ہم debate کے بعد points of order لیں گے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! points of order ابھی لے لیں اس کو پیش کرنے کے لئے ہمارے چھوٹے چھوٹے سے points ہیں۔ جناب! میرا بہت چھوٹا سا پوائنٹ ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ میں اس کو پیش کرنے کے لیے ایک ہفتے سے کوشش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ایک ہفتے سے کوشش کر رہے ہیں؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود: تقریباً دس دن ہو گئے ہیں۔ شاید آپ کو یاد ہو گا۔

جناب چیئرمین: چلیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب مجھے موقع دیں۔

جناب چیئرمین: جی۔

Points of Order.

High Power Transmission Line for Balochistan.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بڑی مہربانی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بجٹ کے معاملات جیسے بھی گزرے اور کمیٹیوں میں ہماری تجاویز کو بھی مسترد کیا گیا، وہ اپنی جگہ پر ہے۔ اس وقت کوئٹہ سمیت تمام صوبے میں احتجاج جاری ہے۔ یہ احتجاج بنیادی طور پر بجلی یعنی energy کے حوالے سے ہے۔ ہمارے صوبے میں electricity shortfall سے مجموعی طور پر ہماری زراعت اور ہماری زندگی متاثر ہو رہی ہے۔ اس حوالے سے آج کوئٹہ اور تمام صوبے میں اسمبلی کے سامنے مظاہرہ ہو رہا ہے۔ Energy کے لیے ہم نے بار بار تجویز دی ہے۔ انہوں نے اس مقصد کے لیے کچھ رقم بھی رکھی ہے، جسے ہم nominal بھی نہیں کہہ سکتے۔ مجموعی طور پر ہمارا، تمام صوبے کا مطالبہ ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان، ژوب، کوئٹہ کے لیے high power کی

transmission line بنائی جائے تاکہ ہمارے صوبے کی معیشت ترقی کر سکے۔ تمام پارٹیوں، تمام اراکین سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس حوالے سے فیڈرل اور صوبائی حکومت کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ یہ لائن مہیا کرے۔ جناب والا! ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر points of order شروع ہو گئے تو debate بیچ میں رہ جائے گی لیکن اگر آپ debate نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور walk out کریں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! طلحہ صاحب ذرا بات کر لیں، اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

Inauguration of Passport Office at Haripur

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! میرا بڑا important point of order ہے۔ ایک ہری پور اور ایک بٹگرام میں، دو پاسپورٹ آفسز کے لیے میں دس گیارہ ماہ سے کوششیں کر رہا ہوں۔ بٹ گرام کے آفس کی الحمدللہ انہوں نے inauguration کر دی ہے۔ ہری پور کا پاسپورٹ آفس پچھلے سال سے بالکل تیار ہے۔ اس میں بجلی کے میٹر کا کوئی مسئلہ تھا۔ اس کی یہ لوگ ادائیگی نہیں کر سکے تھے۔ میں نے اپنی جیب سے اس کی ادائیگی کر کے وہاں میٹر لگوایا۔ اس وقت وہاں پر صرف یہ مسئلہ آرہا ہے کہ اس کے افتتاح کے لیے ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ افتتاح کے چکر میں چھ، آٹھ ماہ ہو گئے ہیں۔ دفتر بالکل تیار ہے۔ اس کا سٹاف وہاں پر allocate ہو چکا ہے۔ ہر قسم کی مشینری وہاں پر لگ چکی ہے اور اب مسئلہ یہ ہے کہ کبھی وہاں پر بجلی کا بل ادا شدہ نہیں ہے، کبھی گیس کا بل ادا شدہ نہیں ہے۔ میں اپنی جیب سے ادائیگی کر رہا ہوں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ صرف فیتا کاٹنا ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک! مہربانی کریں، ایک آدمی بول رہا ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اگر وہاں جانے میں کوئی مسئلہ ہے تو ادھر کسی بھی دیوار پر ہری پور کا بورڈ لگا دیتے ہیں اور ایک فیتا لگا کر اس پر قینچی مار لیں۔ لوگوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ بخاری صاحب! ہری پور کے پاسپورٹ آفس کے افتتاح کی بات ہے۔ آپ ذرا Interior Minister سے بات کریں اور ان سے کہیں کہ جلد از جلد within one week اس پاسپورٹ آفس کا inauguration ہو جانا چاہیے۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: مہربانی جناب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House) Sir, I will convey your ruling.

Mr. Chairman: Please convey my ruling that inauguration should be done within one week if everything is complete. If everything is complete then there is no hitch, the inauguration should be done within one week.

جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! شکریہ۔ مندوخیل صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے، آپ کو پتا ہے کہ اس پر کئی سالوں سے کام ہو رہا ہے۔ بلوچستان کی محرومیوں کو ہمیں seriously address کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی rocket science نہیں ہے کہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ جتنے پروگراموں کی یہ بات کرتے ہیں، وہ include ہو سکتے ہیں۔ Leader of the House پرائم منسٹر صاحب سے گزارش کریں کہ پیپلز ورکس پروگرام ۲ میں جو اٹھائیس ارب اس ضمن میں discretionary fund رکھا گیا ہے، اس میں سے فوری طور پر ان کے تمام پراجیکٹس کے لیے funds allocate کر دیں اور یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔ مہربانی کر کے یہ کریں۔ Peoples Works Programme ایک individual discretion کے تحت رکھا گیا ہے، اس میں سے یہ allocation ہونی چاہیے تاکہ بلوچستان کی سٹرائیک وغیرہ فوری طور پر ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبد المالک: جناب! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہمارا ایک problem یہ ہو گیا ہے کہ بلوچستان حکومت نے تمام بلوچستان میں دفعہ ۱۴۴ لگائی ہوئی ہے۔ جمہوری حکومت

اور انسانی حقوق کے لیے ہم نے ہمیشہ جدوجہد کی ہے۔ پچھلے دنوں سات ڈاکٹروں کو مارا گیا، زخمی کیا گیا ہے۔ آج سے تمام بلوچستان میں دفعہ ۱۴۴ لگائی گئی ہے، کوئی جلسہ نہیں کرسکتا، کوئی جلوس نہیں نکال سکتا۔ یہ تو زیادتی ہے۔ یہ ہمارا جمہوری حق ہے۔ اس پر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔ کم از کم ہمارے حقوق تو ہمیں ملنے چاہییں۔

(بلوچستان کے معزز اراکین اپوزیشن واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: جی بابر اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اسحاق ڈار صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اٹھائیس ارب کا پیپلز ورکس پروگرام، پرائم منسٹر کا discretionary fund ہے۔ میں اس پر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ پرائم منسٹر نے یہ دیکھے بغیر کہ کس پارٹی کے پارلیمنٹیرین ہیں، سب کو فنڈز دیئے ہیں اور زیادہ پیسے ان کی پارٹی کے بڑے نامور لیڈروں کے پاس گئے ہیں۔ اگر ان کو کوئی شک ہے تو ریکارڈ نکلوالیں، اس ایوان میں لے آئیں اور دیکھ لیں کہ ان کو کتنے پیسے ملے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جس صوبے میں ان کی حکومت ہے، وہاں اپوزیشن کے کسی ممبر کو ایک ٹیڈی پیسا بھی نہیں ملا بلکہ میرے حلقے میں، میرے فنڈ سے بیس کنال اور اٹھارہ مرلے میرے خاندان کی دی ہوئی زمین، بڑی prime land پر دو سال سے ایک ہسپتال بنا ہوا ہے، پنجاب حکومت اسے take over کرنے سے اس لیے انکاری ہے کہ وہ میرے علاقے میں اور میرے خاندان کی زمین پر بنا ہوا ہے، جس میں تھوڑا سا میرا بھی حصہ ہے۔ یہ ان کا point scoring کا رویہ ہے۔ اس لیے جو budgetary allocation اور پرائم منسٹر کا جو چار سال کا conduct ہے، اس کے خلاف بات نہ کی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مولانا صاحب۔ مولانا صاحب کی بات سن لیجیے۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ملک بھر میں لوڈشیڈنگ ہے اور ہر جگہ لوگ سراپا احتجاج ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے، وہ آدھا پاکستان ہے اور آپ کو پتا ہے جناب چیئرمین! کہ وہاں نہری نظام نہیں ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ایک تجویز یہ دی گئی تھی کہ دادو سے ایک بہت بڑی لائن خضدار تک لائی جائے گی پھر اسے تقسیم کیا جائے گا۔ اسی طرح ڈی آئی خان یا ڈی جی خان سے ایک لائن پر کام شروع کیا گیا ہے

لیکن اس کی رفتار بہت کم ہے۔ دادو کے بارے میں، میں پانچ چھ سال سے سن رہا ہوں لیکن پتا نہیں وہ لائن ابھی تک کیوں مکمل نہیں ہوئی۔ اگر یہ دو لائنیں بلوچستان نہیں پہنچیں گی، ان پر فوری طور پر کام نہیں ہو گا تو بلوچستان کی صورت حال جو پہلے سے بھی سوا ہے، وہ مزید تباہی سے دوچار ہو گی اس وقت زمیندار سراپا احتجاج ہیں۔ اس حوالے سے میری گزارش ہو گی کہ واپڈا کو ہدایت دی جائے کہ جو پراجیکٹ شروع کیے ہوئے ہیں ان پر کام مکمل کریں تاکہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب چیئرمین: یہ مسئلہ پہلے بھی اٹھا تھا۔ بخاری صاحب! نوید قمر صاحب کو بلالیں تاکہ وہ اس کے بارے میں وضاحت کر دیں۔ جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ، جناب چیئرمین۔ جناب! آپ نے مجھے اس وقت نہیں بولنے دیا، میں اسی مسئلے پر بات کرنا چاہتا تھا کہ جو کچھ بلوچستان اور خصوصاً پختون علاقوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں، ہماری کمیٹی کے چیئرمین صاحب نے اس ماہ تین مرتبہ میٹنگ بلائی اور پھر ملتوی کر دی، میں Water and Power Committee کی بات کر رہا ہوں۔ یہ میٹنگ بلاتے تو ہم ان سے پوچھتے کہ آپ DI Khan والے project پر کیوں کام نہیں کر رہے؟ دوسری طرف سے جو بھی جاتے ہیں، آپ کو پتا ہے کہ اس میں کتنی مشکلات ہیں، وہاں پر towers اڑائے جاتے ہیں۔ یہ ہمارا زرعی علاقہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ نئی transmission line بچھائی جائے۔ ہم نے جب ان سے بات کی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ ابھی پیسے نہیں ہیں، جب نیا بجٹ آئے گا تو ہم اس میں allocation کر دیں گے لیکن اب اس کے لیے ایک آنہ بھی نہیں رکھا گیا۔ میں بابر اعوان صاحب سے request کرتا ہوں کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام پر آپ ستر ارب روپے فضول دریا میں پھینک رہے ہیں تو اس میں سے تھوڑے سے تو دے دیں۔ Transmission line کی وجہ سے ان کو بجلی کا مسئلہ ہے اور یہ ان کے روزگار کا مسئلہ ہے کیونکہ پورے پاکستان کے لیے پھل بلوچستان سے آتے ہیں۔ وہاں پر ٹیوب ویل کام نہیں کر رہے تو اس وجہ سے زمین خشک ہو جائے گی اور وہاں پر روزگار ختم ہونے کی وجہ سے ان کے معاشی حالات بھی خراب ہو جائیں گے تو آپ ایک اچھا کام کیوں نہیں کرنا چاہتے؟

جناب چیئرمین: زاہد صاحب، آپ کا موقف آ گیا۔ وزیر قانون صاحب۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وزیر قانون): جناب زاہد خان صاحب بہت جوش دکھاتے ہیں۔ کوئی ذرا بھی اختلاف کرے تو یہ سب خود کش جیکٹ پہن کر اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔ یہ کہہ رہے

ہیں کہ ہم بینظیر انکم سپورٹ پروگرام پر فضول پیسے خرچ کر رہے ہیں۔ یہ پہلا پروگرام ہے جس کے لیے اس ایوان میں resolution pass ہوا۔ یہ پہلا پروگرام ہے جس کو دونوں ایوانوں نے خراج تحسین پیش کیا۔ یہ پہلا پروگرام ہے جس پر بین الاقوامی اداروں نے اعتماد کا اظہار کیا ہے کہ جس شفاف انداز سے عوام تک direct پیسے جا رہے ہیں۔ ان سب دوستوں نے اس پروگرام کی تعریف کی ہے۔ بابر اعوان صاحب نے وزیر اعظم صاحب کی بات کی ہے کہ ہمارے مخالفوں کو بھی اس پروگرام کے اتنے ہی فارم ملے ہیں، جتنے پیپلز پارٹی کے MNAs کو ملے ہیں۔ اس معاملے میں پارٹی کی کوئی تمیز نہیں ہے، یہ پیسے عوام تک جانے چاہییں۔ کسی بات پر بھی اختلاف ہو سکتا ہے، یہاں پر ایک سینیٹر ہیں، اس وقت نہیں ہیں، جس طرح سے وہ بولتی ہیں، آج زاہد خان صاحب نے بھی اسی طرح سے بم مار دیا ہے کہ ہم فضول پیسے خرچ کر رہے ہیں۔ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام پر دنیا نے اعتماد کیا ہے، پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیوں نے اعتماد کیا ہے۔

جناب چیئرمین: ثریا صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب! میں آج سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحبان کی بات کرنا چاہوں گی۔ ایک صاحب NED University کے Vice Chancellor ہیں، ان کی عمر 88 سال ہے اور ان کو تین مرتبہ موقع مل چکا ہے۔ میرے پاس پوری لسٹ ہے کہ ان کو تین، تین سال کے لیے آگے بڑھایا جا رہا ہے اور نئے لوگ جو PhD ہیں، ان کو موقع نہیں دیا جا رہا۔ وائس چانسلر کے لیے PhD ہونا ضروری ہوتا ہے۔ 88 سال کا آدمی جو سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا، جس کو نظر نہیں آتا، اس کو بار بار موقع دیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا موقف آ گیا ہے۔ صفدر عباسی صاحب۔

Release of Funds for Development Schemes.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! اس وقت funds کا جو topic چل رہا تھا، اس سے تھوڑی سی digression ہو گئی ہے۔ جناب! میں بابر اعوان صاحب کی اس بات سے متفق ہوں کہ موجودہ وزیر اعظم صاحب نے اپوزیشن کے parliamentarians کو کافی زیادہ oblige کیا ہے بلکہ شاید پیپلز پارٹی والوں کو گلہ ہے کہ کئی مرتبہ ان کا حق بھی اپوزیشن والوں کو transfer ہو جاتا ہے۔ ہم تو انتظار میں ہی رہے اور پیپلز پارٹی کے بہت سے ممبران ایسے بھی ہیں، جن کو میں فرداً فرداً point out

کر سکتا ہوں کہ وہ یہ گلہ کرتے ہیں اور رونا روتے ہیں کہ ہمارے پاس تو کچھ نہیں آتا اور سب کچھ اپوزیشن کو مل جاتا ہے۔ بہر حال یہ ان کی discretion ہے اور وہ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ اس وقت ایک different problem ہے، وزیر اعظم صاحب یہاں پر آئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ سینیٹرز کے 2009-2010, 2010-2011 کے funds اسی سال میں، اسی بجٹ میں دے دیں گے۔ اس سلسلے میں ہماری بہت سی meetings ہوئیں، نیر بخاری صاحب Leader of the House ہیں، انہوں نے شفقت فرمائی، اور دو، تین مرتبہ میٹنگ بلائی اور اس کے بعد یہ چیز Cabinet Committee میں بھی discuss ہوئی۔ میں بڑی بات نہیں کر رہا لیکن 2009-2010 کے بیس ملین اور دس ملین 2010-2011 کے Senators کے funds ہیں، ان کے لیے صرف ایک اعشاریہ دو ارب روپے کی ضرورت ہے، جس سے سینیٹروں کی تمام schemes جو اس وقت pending ہیں، چاہے وہ feasibility, administrative approval, shortage of funds کے مراحل میں ہوں، ان اٹھائیس بلین روپے میں سے صرف 1.2 billion rupees چاہییں جس سے Senators کی schemes مکمل ہو جائیں۔ جناب! یہ ساری بات Leader of the Opposition کے علم میں ہے، انہوں نے وزیر اعظم صاحب کو لکھا ہے لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اگر یہ House اس بات کو resolve کرے کہ محترم وزیر اعظم صاحب جن کی discretion پر PWP-2 کے اٹھائیس ارب روپے پڑے ہوئے ہیں، وہ ان کو kindly PWP-1 میں لا کر تمام Senators کی pending schemes جو کہ درمیان میں ہیں، اگر ان کو مکمل کر لیا جائے تو میں زیادہ بڑی بات نہیں کروں گا، اس سے بھی ہماری کچھ اشک شوئی ہو جائے گی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ یہاں پر یا تو کوئی resolution لایا جائے یا پھر Leader of the House کو empower کیا جائے کہ وہ پانچ، سات ممبران کا وفد لے کر وزیر اعظم صاحب کے پاس جائیں اور ان سے 1.2 billion کی approval لیں تا کہ ہماری تمام schemes complete ہو جائیں۔ میری یہ request ہے۔

جناب چیئرمین: جمالی صاحب۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی (ڈپٹی چیئرمین): جناب! میرا نکتہ ہے کہ کیا Inter Provincial Coordination کا کوئی وزیر ہے؟

جناب چیئرمین: آپ کے علم میں ہے کہ کوئی وزیر نہیں ہے تو پھر کیوں پوچھ رہے ہیں؟

سینیٹر جان محمد خان جمالی: کیونکہ اب سندھ اور بلوچستان کا پانی کا مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ تو وزیر اعظم صاحب کے پاس چلے جاتے ہیں۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: رضا ربانی صاحب ہماری بینچ میں تھے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں under the Rules of Business جب کوئی محکمہ vacant ہوتا ہے تو اس کا Prime Minister Minister in charge ہوتا ہے۔ Rules of Business are very clear. اب آپ آگے چلیے۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: ہم نہیں چاہتے کہ ہر چیز Prime Minister تک جائے تو پھر ماشاء اللہ کابینہ کی ٹیم کیا کرتی ہے۔ صرف شاہد آفریدی چھکا مارے، دوسرے چوکے یا اکّے ہی مارتے رہیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! میں جو بات کہہ رہا ہوں، اس پر kindly concentrate کریں، میری Finance Ministry اور سب سے بات ہوئی ہے، اس کی final approval صرف وزیر اعظم صاحب دے سکتے ہیں۔ انہوں نے ہی 1.2 billion کی approval دینی ہے۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: پچھلے آٹھ دنوں سے Sindh Irrigation Department Balochistan کو پانی نہیں دے رہا اور یہ inter provincial matter ہے۔ جو پانی ہم demand کرتے ہیں، وہ نہیں دیتے اور جب flood season ہوتا ہے تو over dose دے کر ہمیں ڈبو دیتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے یہ point نوٹس میں لایا جائے کہ بلوچستان کے پانی کی جو demand ہے، وہ تو دیں، اگر مستقبل میں اپنی اچھائی اور بھلائی چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو wrap up کر لیتے ہیں۔ بخاری صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں ایک سیکنڈ میں بات کروں گا۔ آپ نے خود ہی فرمایا تھا، اب نیا topic شروع ہو گیا ہے۔ اگر میرے بھائی بابر اعوان صاحب کے کچھ issues

اور کچھ policy اختلافات پنجاب سے ہیں تو اس کی سزا بلوچستان کو نہیں دی جا سکتی۔ Let us not defocus ourselves کہ پنجاب میں ساڑھے اٹھارہ کنال پر ہسپتال ہے، اور یہ ہے، اور پنجاب کے اندر نہیں مل رہے تو ہم یہ بات ان کے ساتھ بیٹھ کے کر سکتے ہیں۔ I think he is not probably fully informed میں نہیں کہہ سکتا لیکن بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: بلوچستان کے issue پر۔۔۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ جو چیز ہے اس کا حل یہ ہے کہ اٹھائیس ارب روپے جناب! یہ lot of money ہے۔ جناب! جو parliamentarians کے 28 plus 5 رکھے ہیں، یہ Federal Development Budget کے تین سو ارب روپے کا گیارہ فیصد ہے۔ آپ نے گیارہ فیصد رکھا ہے، اگر actual ڈیڑھ سو ارب روپے پر ختم ہوا، جیسا اس سال ہوا ہے تو یہ بائیس فیصد ہو جائے گا، اس کو استعمال کریں۔ یہ ضروری ہے کہ اپنی discretion کے لیے پورا سال اپنی مرضی سے استعمال کرنا ہے، آپ اس transmission line کے لیے پیسے دیں اور Leader of the House مہربانی کر کے پوچھ لیں وہ allocate کر دیں، اس میں کیا مسئلہ ہے؟ ہم ایک issue کو دوسرے سے link نہ کریں۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب، آپ کا موقف آگیا ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! مندوخیل صاحب نے جو بات کی ہے، جو بلوچستان کا مطالبہ ہے، میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا۔ ہم سب پارٹیاں آپ کے ساتھ ہیں، ایک متفقہ قرارداد لائیں، ہم سب دستخط کریں گے اور آپ کی وساطت سے حکومت سے کہیں گے کہ وہ اس پر عمل کرے۔

دوسری بات صفدر عباسی صاحب نے کی - جناب! یہ بڑی عجیب بات ہے 2008-2009, 2009-2010 and 2010-2011 میں اعلان کیا جاتا ہے کہ ہمیں ایک سال میں ایک کروڑ یا دو کروڑ ملے ہیں اور وہ پیسے ہمیں ملتے نہیں، ہماری اسکیمیں غائب ہو جاتی ہیں۔ اب کس کا قصور ہے، اسکیمیں دینے کے بعد تو ہمارا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں meetings بھی ہوئی ہیں، جب وزیر اعظم صاحب یہاں تشریف لائے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ایک خصوصی کمیٹی بننی چاہیے۔ جناب بخاری صاحب نے اس کمیٹی کو Chair کیا۔ ان تمام افسروں نے کہا کہ ہمارے پاس خزانہ خالی ہے اور جب تک وزیر اعظم صاحب حکم نہیں دیں گے، وہ پیسا خزانے میں نہیں آئے گا۔ ہم آپ کی وساطت

سے استدعا کرتے ہیں کہ ہمیں funds کیوں نہیں دیے جاتے، اس میں قصور کس کا ہے؟ وزیر اعظم صاحب نے یہاں پر اعلان کیا تھا اور اس پر ایک کمیٹی بھی بنی تھی۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ کا موقف بڑا clearly آ گیا ہے۔ جی زاہد صاحب! آپ نے کیا فرمانا ہے؟ جی، زاہد صاحب بات کر لیں، ان کے بعد آپ بات کریں۔ میں نے کہا تھا لیکن House نہیں مانا، میں نے بات کی تھی کہ points of order بعد میں کر لیں but sense of the House was this, then I can't stop anyone. Pandora's box is open, I can't stop anyone, جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں honourable Minister صاحب کا ممنون ہوں کہ کسی Minister نے جواب دیا ہے اگرچہ غلط دیا ہے، جواب تو دے دیا ہے، ہم Minister for Water and Power کے بارے میں بات کرنے کے لیے اٹھتے ہیں لیکن وہ نہیں آتے۔ وہ آ کر House کو satisfy کریں کہ کیا مسئلہ ہے۔ انہوں نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے بارے میں کہا ہے، میرے پاس proofs ہیں، اگر یہ چاہتے ہیں تو میں proofs دینے کے لیے تیار ہوں کہ آپ district level پر بھرتیاں کر رہے ہیں، ان کو ڈیڑھ سے دو لاکھ دے رہے ہیں اور نئی گاڑیاں بھی خرید کر دے رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے، آپ قوم سے پیسا لے رہے ہیں، ادھر خزانے میں پیسا نہیں ہے، development کے کام بند ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ اس میں اچھا کام ہو رہا ہے، کہاں پر اچھا کام ہو رہا ہے، کوئی اچھا کام نہیں ہو رہا۔ آپ اپنے members سے پوچھیں، کسی سے بھی پوچھ لیں جس طرح پنجاب میں 30 billion تندوروں میں ٹھونس دیے گے، اسی طرح بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے سمندر میں لوگوں کا tax ڈال رہے ہیں، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ جی سیمیں صدیقی صاحبہ۔ مندوخیل صاحب! آپ براہ مہربانی بیٹھ جائیں، please, sit down، سیمیں صدیقی صاحبہ، I have given the floor to جی سیمیں صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین صاحب! میں کافی دیر سے ہاتھ اٹھا رہی تھی لیکن آپ کی نظر نہیں پڑی، بہرحال آپ کا شکریہ۔ صفدر عباسی صاحب نے development funds کی بات کی ہے، میری بھی ایک شکایت ہے کہ میں نے کراچی میں گڈاپ ٹاؤن کی ایک gas کی

صاحب Prime Minister جو تھا تحت کے PWP-2 پیسا کچھ میرا سے میں اس تھی، دی scheme نے release کیا تھا، میری اس میں کچھ saving ہو گئی تھی۔ اب میں نے اس کے بعد تین گوٹھوں میں ایک دوسری سکیم دی ہے جن کا PC-1 بھی بن چکا تھا، Prime Minister کی ایک formal permission for the release of the said fund ہوتی ہے۔ میں نے 8 مہینے پہلے ایک application Prime Minister's Secretariat میں جمع کرائی تھی جب ان کے Principal Secretary غالب تھے، ان کے بعد لاشاری صاحب آئے۔ میں نے یہ application personally دی، غالباً Prime Minister's Secretariat کے کوئی ایوب قاضی ہیں، انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ میں sign کروا دوں گا کیونکہ Prime Minister صاحب باہر گئے ہوئے ہیں، اس بات کو بھی کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ اب میں نے recently پتا کیا ہے، وہ fund ایک کروڑ something کا تھا، انہوں نے کہا کہ Prime Minister صاحب نے 94 لاکھ کہیں اور دے دیے ہیں۔ اس میں Prime Minister صاحب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، جو خوشامدی لوگ نیچے کام کرنے والے ہیں، یہ schemes ادھر سے ادھر transfer کر دیتے ہیں۔ میری سکیم کا PC-1 بنا ہوا ہے اور وہ gasification کی scheme غریب لوگوں کے لیے تھی، ان کے گوٹھوں کے لیے تھی، وہ doldrums میں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا serious notice لیا جائے، میں نہیں سمجھتی کہ Prime Minister صاحب کسی parliamentarian کے ساتھ یہ سلوک کریں گے کہ اس کا fund کسی اور کو transfer کر دیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میرا privilege breach ہوا ہے، انہوں نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے، آپ اس کو کمیٹی کو refer کر دیں یا آپ جو مناسب سمجھتے ہیں۔

جناب دوسری چیز یہ ہے کہ میری وہاں کے عوام سے commitment ہے، میں نے اعلان کیا ہوا ہے-----

جناب چیئرمین: آپ اگر سمجھتی ہیں کہ آپ کا privilege breach ہوا ہے تو please, give it in writing.

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب! میں نے in writing نیر بخاری صاحب کو دیا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ براہ مہربانی Secretariat کو دیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: میں Secretariat کو دے دوں گی۔

جناب چیئرمین: جی رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب! میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے بارے میں بولنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹھہر جائیں، I can't discriminate میں نے پہلے منع کیا تھا لیکن آپ لوگ نہیں مانے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب! یہ floor میرے پاس ہے اور آواز کہیں اور سے آ رہی ہے۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: I am sorry to say that ہر غریب آدمی کو پورا fund نہیں ملتا، اس میں زیادہ قصور post offices کا ہے اور postmasters کا ہے، وہ direct گھر گھر جا کر پیسے نہیں دیتے، انہیں کچی آبادیوں کے addresses کا علم نہیں ہوتا، وہاں پر جو کسی پارٹی کا کارکن ہوتا ہے، وہ ان کی نشان دہی کرتا ہے۔ وہ postmaster سے cheques کی list لے لیتا ہے اور postman کو بھی ساتھ نہیں رکھتا، وہ خود distribute کرتا ہے کیونکہ اس میں پتا چلتا ہے کہ اس پارٹی نے دلوایا ہے۔ یہ discrimination ہے، یہ نہیں ہونی چاہیے، post office کو بااختیار بنایا جائے، ان کو تنبیہہ کی جائے کہ کسی private person کے ہاتھ یہ پیسا تقسیم کرنے کے لیے نہ دیا جائے، چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے کیوں نہ ہو بلکہ جس کے نام پر پیسا آیا ہو، وہ خود آئے اور وہ پیسا لے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، شکریہ۔ رحمت اللہ کاکڑ صاحب last ہیں تاکہ پھر debate start ہو جائے۔ مندوخیل صاحب! آپ کسی اور کو بھی chance دیا کریں، نہیں پہلے رحمت اللہ کاکڑ صاحب بولیں گے، میں آپ کی بات نہیں سنوں گا، مندوخیل صاحب کا mike بند کر دیں، میں آپ کو بعد میں سن لوں گا، آپ ایک منٹ ٹھہر جائیں۔ جی رحمت اللہ کاکڑ صاحب! آپ بات کریں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! بلوچستان کی بجلی کی consumption پورے ملک کی consumption کی 5% ہے، ہمیں 5% میں سے ایک فیصد بھی نہیں ملتی۔ بلوچستان وہ واحد صوبہ ہے جس میں اتنا fruit پیدا ہوتا ہے جتنا پورے پاکستان میں بھی پیدا

نہیں ہوتا، صرف یہ نہیں ہے کہ اس fruit سے domestic ضرورت پوری ہوتی ہے بلکہ قیمتی زرمبادلہ کمانے کے لیے یہ export بھی کیا جاتا ہے۔ PSDP میں ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا، صرف دو لائنیں ہیں، 60 سالوں سے یہی چکر چلا آرہا ہے کہ لائن آرہی ہے اور لائن جا رہی ہے۔ حکومت کی طرف سے بتایا جائے کہ آیا بلوچستان کے لیے بجلی کی مد میں بڑی transmission line کے لیے ایک روپیہ بھی رکھا گیا، ہم اس کے لیے جوابدہ ہیں۔ کوئٹہ، قلعہ عبداللہ، پشین، خضدار، لورالائی، ژوب، تربت، سہراب، قلات اور مستونگ یہ سب agricultural علاقے ہیں، آپ بلوچستان کو by design دیوار سے لگا رہے ہیں۔ باقی جگہوں پر اربوں کے کام ہو رہے ہیں، وہ بھی ضرور ہوں، وہ بھی ہمارا ہی ملک ہے۔ کیا President and Prime Minister صاحبان کو صحیح message convey ہو رہا ہے، پورے بلوچستان کو seal کیا جا رہا ہے، تمام political parties, زمیندار اور لوگ سڑکوں پر آرہے ہیں۔ Kindly اس کا notice لیں، اگر نوید قمر صاحب جاگ رہے ہوں تو ان کو ایوان میں بلایا جائے اور پوچھا جائے کہ یہ مسئلہ کیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اصل بات یہ ہے جناب والا! کہ ہمارے پاس کچھ بھی energy نہیں ہے، آپ اس پر ruling دے دیں، Minister کو ہدایت دے دیں اور اداروں کو ہدایت دے دیں۔ جناب! اگر آپ ہدایت نہیں دیں گے تو پھر یہی بات ہو گی کہ ہمیں protest کرنا پڑے گا اور ہم Parliament میں نہیں آئیں گے۔

جناب چیئرمین: بابر صاحب! بخاری صاحب کہاں گئے ہیں؟ براہ مہربانی بخاری صاحب کو بلائیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! میں ایک منٹ بولنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب! آپ بھی بات کر لیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں صرف record کی درستگی کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی آپ کے سامنے ہماری ruling جماعت پیپلز پارٹی کے بہت بڑے مقتدر اور stalwart leader اپنے فیاضانہ رویے کا propaganda کر رہے تھے کہ ہم نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں کسی سے تفریق یا تمیز نہیں کی۔ میں آپ کی وساطت سے record

درست کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پہلی مرتبہ کافی کچھ کیا لیکن اس کے بعد اب صرف اپنی پارٹی کے خاص selective ممبران کے حلقوں میں forms دے رہے ہیں، ہمارے حلقوں میں کچھ نہیں دیا، نہ کوئی نئے forms دیے ہیں نہ اس کو revive کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ تمیز بھی کر رہے ہیں اور جانبداری بھی کر رہے ہیں، یہ fund پاکستان پیپلز پارٹی کا نہیں ہے، حکومت پاکستان کا ہے۔

That is to be utilized impartially, fairly and justifiably.

جناب چیئرمین: شکریہ، چٹھہ صاحب! آپ کا موقف آ گیا ہے۔ بخاری صاحب! اب آپ جواب دیں، آپ دو چیزوں کا جواب دے دیں، ایک جو مندوخیل صاحب نے with regard to the Balochistan point raise کیا ہے اور ادھر جو problems ہیں، آپ ان کے بارے میں بتائیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! میں پہلے development funds کے حوالے سے عرض کروں گا جب وہ issue in the presence of the Prime Minister raise ہوا تھا۔ انہوں نے وہ کام میرے ذمہ لگایا تھا تو میں نے اس پر meeting کی اور اس میں honourable Senators کو invite بھی کیا لیکن بہت کم تعداد میں honourable Senators تشریف لائے۔ and this shows the interest مجھے Special Secretary to the Prime Minister and Cabinet Secretary نے information دی کہ کوئی total 1.2 billion is required for the development funds of the Senators, the minutes of the meeting were sent to the Prime Minister and I personally talked to him when he came to the House. Then he has referred this matter to the Special Secretary. وہ in process ہے۔ If parliamentary leaders, want to see the Prime Minister, certainly, I can accompany them to see the Prime Minister, the parliamentary leaders, all are present in the Parliament. ہم ان سے جا کر بات کر لیتے ہیں کہ this is the issue.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں best یہی ہے کہ جتنے بھی parliamentary leaders ہیں، ان کا ایک delegation بنا کر prime Minister صاحب سے مل لیں،

کیا اس کے point raise صاحب نے development funds کی بھی بات کر لیں اور جو مندوخیل صاحب نے کیا اس کے بارے میں بھی بات کر لیں تا کہ جو بھی تحفظات ہیں وہ دور ہو جائیں۔ اس delegation میں مندوخیل صاحب کو ضرور لے کر جائیے گا۔ آگے چلیے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: دوسری بات جو چٹھہ صاحب نے BISP کے حوالے سے کی، گزارش یہ ہے کہ یہ ایک ایسا پروگرام ہے جیسے Law Minister صاحب نے بھی کہا اور اسے international donors نے بھی appreciate کیا and without any discrimination تمام کو یہ ملے۔ I'll ask the Secretariat of the Benazir Income Support Programme کہ ان کو جو 8 ہزار forms دیے گئے تھے، ان کا کیا status ہے۔ آغاز میں تو وہ دے دیے گئے۔

جناب چیئرمین: ذرا check کر لیجیے تا کہ ان کے جو تحفظات ہیں وہ دور ہوں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: Secondly اس پر جب poverty survey ہو گیا تو اس کے بعد forms کسی کو نہیں ملے۔ کوئی allegation لگا رہا ہے کہ favouritism ہو رہا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ Poverty survey ہو رہا ہے اور اس کے مطابق لوگوں کو پیسے مل رہے ہیں، نئے forms کسی کو نہیں ملے ہیں۔

Mr. Chairman: OK. Babar Aawan sahib, please start the debate.

Further Discussion on the Appointment of Leader of the Opposition.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you very much honourable Chairman Senate and I must make very important thing right at the outset clear.

چونکہ آپ کے پاس جو بھی کمیٹی تھی یہ اس کا فیصلہ ہے کہ ہم اس issue پر بات کریں اور یہ تنازعہ جو اپوزیشن لیڈر کی تقرری کے بعد بھی چل رہا ہے، پاکستان پیپلز پارٹی نہ تو اس میں فریق ہے اور نہ ہی پارٹی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ rules کے مطابق جو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے بعد ایک فریق کی یہ خواہش تھی

کہ اس کو دوبارہ سنا جائے اور دونوں فریقین کے مابین طے ہوا کہ اس معاملے پر بحث ہو، اس میں آپ نے مجھے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کچھ دوسرے parliamentarians کو حکم صادر کیا کہ وہ بات کریں۔ اس لیے ہماری بات کو اس تناظر میں دیکھا جائے، ہم بطور فریق اس میں نہیں بول رہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: دوسرا یہ ہے کہ جو formulations ہوئی ہیں، I am very sorry, I am just not targeting anybody. ان formulations کے بارے میں کم از کم میں تو حیران ہو گیا ہوں، سارا ہی یکطرفہ سامعاملہ ہے اور مجھے یوں لگا جیسے ایک former dictator کے دور میں کہا گیا تھا کہ اگر تم سارے مسلمان ہو تو پانچ سال کے لیے میں صدر ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ PTV کے کسی دلیر کیمرہ مین نے دوسرا ہاتھ پکڑ لیا ورنہ وہ دس سال کہہ دیتے۔ یہاں جو formulations ہیں ان کا other then this lighter note ایک اور پہلو بھی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ کچھ دوست فاٹا کو کاٹ کر پھینکنا چاہتے ہیں، اس کو عضو معطل سمجھتے ہیں پاکستان کے Constitution نے ان کو جو status دیا ہے وہ اسے دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وہ فاٹا کو سینیٹ کا بھی حصہ نہیں سمجھتے، اگر آپ formulations دیکھیں گے تو یوں لگتا ہے کہ فاٹا خدانخواستہ پاکستان کا حصہ نہیں ہے اور یہاں فاٹا کے دوستوں کے کوئی حقوق نہیں ہیں۔ ایک بڑی آگ بھڑکانے کے لیے یہ ایک انتہائی خطرناک تیلی لگائی گئی ہے، جس پر میں بہت غم زدہ ہوں۔ یہ کہنا کہ کیا فاٹا کے لوگ ایک مرحلے پر جب کسی خاص فریق کو یا کسی خاص معاملے میں ضرورت ہو تو وہ ووٹ دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہے کہ میں یہاں کی بجائے وہاں سب سے پیچھے بیٹھتا تھا اور آپ وہاں کی بجائے یہاں بیٹھتے تھے، اس وقت بھی فاٹا کے دوست پاکستان کی legislation میں ووٹ دیتے تھے اور وہ آج بھی ووٹ دیتے ہیں۔ جب سے فاٹا کے ارکان ممبر بنے ہیں اور پاکستان میں جتنی قانون سازی سینیٹ میں ہوئی ہے، سب میں فاٹا کے ارکان نے ووٹ دیا ہے۔ پاکستان کی جتنی بھی قراردادیں، خواہ وہ ایوان بالا میں pass ہوئیں، خواہ وہ ایوان زیریں میں pass ہوئیں، خواہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاسوں میں pass ہوئیں، ان میں سب جگہ فاٹا کے ارکان نے ووٹ دیا، اس لیے کہ وہ آئینی طور پر اور ابھی میں ثابت کروں گا کہ قانونی طور پر اس پارلیمان کے اتنے ہی معزز، متحرک اور حقوق رکھنے والے ارکان ہیں جتنا کوئی رکن لاہور کا، راولپنڈی کا یا کسی دوسرے شہر کا ہو سکتا ہے۔ اس لیے آئین کی

نظر میں، قانون میں، انتخابی قوانین کی نظر میں، سیاسی جماعتوں کے قوانین کی نظر میں فاٹا کے ارکان کو وہ سارے حقوق حاصل ہیں جو کسی دوسرے federating unit کے ارکان کو حاصل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ formulation withdraw کی جائے اور اس بحث کو مختصر کیا جائے اور جو نئے Leader of the Opposition مقرر ہوئے ہیں ان کے حوالے سے issue سامنا رکھا جائے ورنہ یہ سارا کچھ ریکارڈ پر جائے گا جو آج یہاں پر ہو رہا ہے-----

جناب چیئرمین: Formulation کے بارے میں آپ کو عرض کروں کہ سواتی صاحب نے اور ڈار صاحب نے بھی formulations دی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: مجھے دونوں پر اعتراض ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے مگر میری بات سنیں final formulations Chair کرے گی اور آپ اپنی بحث ان دونوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کیجیے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: Chair کی جب بات آتی ہے تو میں اعتراض کے بجائے ایک اور متبادل لفظ استعمال کرتا ہوں کہ مجھے اس سے اختلاف ہے۔

Mr. Chairman: Dr. sahib, you are a very senior counsel, when there are parties, they always propose the issues and then the court settles the issues.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Sir, I do not object on that. I know and you know and all the lawyers know that, that is correct.

میں پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ مجھے خدانخواستہ کسی ایک خاص دوست کو ناراض نہیں کرنا اور جو کچھ آپ کی طرف سے بھی ہوا اس پر بھی مجھے اختلاف کرنے کا حق ہے۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ میں بحیثیت بابر اعوان اور وکیل کے بول رہا ہوں، میں اس میں بحیثیت پیپلز پارٹی نہ فریق ہوں اور نہ پارٹی ہوں، let me make this clear اور نہ ہی پاکستان کی حکومت اس میں کوئی فریق ہے اور نہ ہی پارٹی۔

میرا نقطہ نظر یہ ہے، جو کہ بالکل درست ہے کہ اس وقت فاٹا میں بدقسمتی سے جو صورت حال 79 کی legacy کی وجہ سے چل رہی ہے اس میں ہمیں فاٹا کے لوگوں کو یہ اعتماد، یہ اعتبار، یہ یقین،

یہ طاقت دینی ہے کہ وہ پاکستان کے سارے معاملات میں اتنے ہی شریک ہیں جتنا کہ کوئی اور پاکستانی شریک ہے۔ کجا یہ صورت حال ہے اور کہاں سیاسی حوالے سے یہ کہنا کہ فاٹا کے ممبران ووٹ نہیں دے سکتے، فاٹا کے لوگوں کی رائے نہیں ہے اور کہاں نہیں دے سکتے صرف ایک جگہ نہیں دے سکتے۔

جناب چیئرمین! میں اگلا نکتہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ کیا اٹھارھویں اور انیسویں آئینی ترمیم میں فاٹا کے ممبران نے ووٹ نہیں دیا؟ میں یہ بات پورے ایوان اور پوری قوم کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، اگر وہ پاکستان کا آئین بنا سکتے ہیں، اگر وہ پاکستان کے آئین سازی کے عمل میں شریک ہو سکتے ہیں، اگر وہ آئین کی ترتیب، ترمیم، تنسیخ اور تشکیل پر ووٹ دے سکتے ہیں تو کیا اپوزیشن لیڈر کا تقرر اس سے بھی بڑا معاملہ ہے اور جب یہ بات آئے تو ہم کہیں کہ جناب اب آپ کے پاس کوئی right of vote نہیں رہا۔ میں فاٹا کے لوگوں کو de-franchise کرنے، ووٹ کے حق سے محروم کرنے کی کسی بھی کوشش کی شدید مخالفت کرتا ہوں اور میں فاٹا کے لوگوں کے ساتھ ہوں۔ میں ان کے اس حق کے ساتھ ہوں کہ ان کو definitely ووٹ کا حق ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے یہ right of vote کیسا ہے۔ اس پر اتنے rules پڑھے جا چکے ہیں کہ میں اس پر نہیں جاؤں گا، میں صرف قانون اور آئین کی بات کروں گا۔ میں پہلے صرف فاٹا کی بات کر رہا تھا۔ دوسرا نکتہ جو اٹھایا گیا ہے، میرے بہت قابل احترام دوست ہیں جن کا میں دل سے ادب کرتا ہوں، میرا ان کے ساتھ بڑا پرانا اور ذاتی تعلق ہے۔ اس کے باوجود چونکہ آپ نے ڈیوٹی لگائی اور this is a very unpleasant duty may be from some angles. Now let me dilate upon the second issue. کیا کسی سیاسی جماعت کا status اس کے لیڈر کے علاوہ اور قانون کے علاوہ کوئی طے کر سکتا ہے، that is my second point. اور کیا سیاسی جماعت کی جو entity ہے that is my third point. یہاں اس میں جانے سے پہلے میں ایک اور ماضی قریب کی مثال دے دیتا ہوں۔ میرے بہت قابل احترام بزرگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی جماعت اس وقت کے اپوزیشن لیڈر کی جماعت جو سینیٹ کے اندر ہیں ان کی جماعت کی شریک سفر تھی، شریک اقتدار تھی اور متحدہ مجلس عمل کا دور تھا۔ قومی اسمبلی کے اندر ہمارا موقف کچھ اور تھا اس وقت موجودہ اپوزیشن لیڈر صاحب کی جو دوسری اتحادی جماعت ہے اس کا موقف وہ تھا جو اس وقت موجودہ اپوزیشن لیڈر کی جماعت کا موقف ہے تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ

یونہی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آیا

کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انساں جانا

مشاہد اللہ صاحب جو بھی correction کرنا چاہیں مجھے قبول ہے،آپ خوش رہیے ، آپ مسکرا دیے میرے لیے یہی کافی ہے۔جناب چیئرمین! دوسرا نکتہ میں نے آپ کے سامنے رکھا اب تیسرا نکتہ جو سب سے important بات ہے وہ یہ ہے کہ کیا اس معزز چیئر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ determine کرے کہ یہاں بیٹھا ہوا کون ، کون ہے، اس پر بھی میں بات کرنا چاہوں گا۔ یہ وہ پہلو ہے جس پر پہلے بات نہیں ہوئی۔میں قانون اور آئین کی زبان بولوں گا ،سیاست کی زبان نہیں بولوں گا۔ جناب چیئرمین! let me start with the Conduct of General Elections Order 2002. اور میں اس سے باہر بھی نہیں جاؤں گا اس لیے میری بات بہت طویل نہیں ہوگی۔ The Conduct of General Elections Order 2002. I may refer readily and quote Section 8 (b). میں ایک قانونی مغالطہ سب سے پہلے دور کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب ایک منٹ۔Please continue.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : Thank you Mr. Chairman. میں سب سے پہلے ایک قانونی مغالطہ دور کرنا چاہتا ہوں۔ سینیٹ کی composition کیا ہے۔ یہاں دوستوں نے بات کی میں اس لیے اعتراض کر رہا ہوں اس formulation کے اوپر جو دونوں طرف سے دیے گئے points پر دی گئی ہے۔ میں اس لیے اس سے اتفاق نہیں کر رہا کہ composition of Senate کیا ہے، یہ کون طے کرے گا؟ کیا ہم سینیٹ کے اندر بحث کر کے یہ طے کریں گے کہ یہ آزاد ہے ، یہ غلام ہے، یہ خود مختار ہے، یہ ووٹ کے حق سے محروم ہے یہ ہم نہیں کرسکتے and let me start this from the reading of this section of law which says: "The Senate shall consist of one hundred members of whom". Composition قانون کرتا ہے اور composition آئین بھی کرتا ہے یہ بھی میں بتاؤں گا۔اس لیے نہ میری مرضی سے سینیٹ کی composition اس کی تشکیل اور ترتیب تبدیل ہوسکتی ہے اور نہ کسی اور کی سیاسی ضرورت اور نہ کسی اور کی خواہش کے اوپر تبدیل ہوسکتی ہے۔ Let me be very clear about it کہ composition قانون نے کردی and what is that composition. Let us go to that. A. "Fourteen shall be elected by the members of

ہر صوبے کی صوبائی اسمبلی چودہ ممبران کو elect کرے گی۔ each Provincial Assembly."
یہ A composition ہے۔ یہ ہو گیا اس ہاؤس کا دایاں بازو اب ذرا بائیں بازو پر نظر ڈالیے گا کہ وہ کونسا ہے۔ B- "Eight shall be elected from the Federally Administered Tribal Areas in such manner as the President may by order prescribe." یہاں رک جاتے ہیں۔(C) کو چھوڑتے ہیں (D) پر آئیے۔ "Four women shall be elected by the members of each Provincial Assembly". یہ اور کیٹیگری ہو گئی ، بالکل مختلف اور تیسری کیٹیگری۔ چوتھی کیٹیگری پر تشریف لائیے جو (E) "Four shall be elected by the members of Provincial Assembly to represent Technocrats and Ulemas" اب اگر یہ بحث چھیڑ دی گئی تو پھر یہ بھی طے کرنا پڑے گا کہ کیا ہم کوئی نئی qualification چاہتے ہیں کہ ووٹ کون دے۔ بابو کہیں گے کہ عالم ووٹ نہیں دے سکتا۔ مولوی حضرات کہیں گے کہ بابو ووٹ نہیں دے سکتا۔ یہ بڑا خطرناک راستہ ہے جس پر اس وقت سینیٹ کو چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ Let us stop this in consonance with this provision of law.

جناب والا! میں یہ سوال پوری قوم اور ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اس حوالے سے کہ کیا ہم ان پانچ categories A,B,C,D,E میں سے کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ چار تو ووٹ دیں گی۔ ہماری بہنیں جو خواتین ہیں یہ تو special seats پر آئی ہیں، یہ تو ووٹ دیں گی۔ ہمارے جو دوست صوبہ پنجاب سے آئے ہیں وہ تو ضرور ووٹ دیں گے ، باقی صوبوں والے بھی ووٹ دیں گے۔ جناب والا! اسلام آباد کی کیٹیگری بھی اس میں شامل ہے وہاں سے آئے ہوئے سینیٹر تو ووٹ دیں لیکن فاٹا والے ووٹ نہیں دے سکتے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے۔ جناب والا، اس کا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ فاٹا والوں کو آپ ووٹ سے محروم کرنا چاہتے ہیں تو آپ آئین کا Article 25 پڑھ لیجیئے۔ آپ پچیس میں سے ایک آئینی ترمیم لے آئیے 238,239 جسے بھی شوق ہے فاٹا کو ووٹ کے حق سے محروم کرنے کا اور 2/3 majority سے لے آئے اور 25(1) says "all citizens are equal before law and are entitled to the equal protection of law." تو جناب! جو میں نے آپ کے سامنے پڑھا یہ کسی پرائیویٹ آدمی کا ٹی وی پر دیا ہوا فتویٰ نہیں ہے۔ یہ قانون ہے اور یہ میں نے بھی نہیں بنایا ، یہ پچھلی اسمبلی کا بنایا ہوا قانون ہے، اور یہ وہی قانون ہے جس کے مطابق ہم

سارے سینیٹرز منتخب ہو کر یہاں آئے ہیں - اس قانون سے کوئی مفر نہیں ہے، اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی ایسا قانون بھی موجود نہیں ہے جو قانون اس کے اوپر حاوی ہو سکے، جو قانون اس کے اوپر precedence لے سکے اور جو قانون کہے کہ میں اس سے بالا تر ہوں ، ہاں ایک بات میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں ایک بالاتر قانون ہے جس کو 1973 کا آئین کہتے ہیں، وہ کیا کہتا ہے وہ بھی دیکھنا بہت ضروری ہے - اگر قانون یہ کہتا ہے کہ سینیٹ کی یہ composition ہے اور ہم یہ کہیں کہ اس میں سے ایک کیٹیگری کو باہر نکال دیا جائے ، فاٹا کو ووٹ کا حق نہ دیا جائے تو پھر ایک اور آئین کا آرٹیکل ہے جو حرکت میں آتا ہے۔ Let us go to Article (8) of the Constitution وہ کیا کہتا ہے وہ بھی دیکھ لیجیئے۔ساری غلط فہمی دور ہو جائے گی۔آئین کا آرٹیکل ۸ کیا کہتا ہے، اتنا comprehensive Article ہے وہ کہتا ہے and this is the first Article from where Chapter 1 starts, which gives the fundamental rights to the citizen of Pakistan and the people of Pakistan. جناب والا! یہ کہتا ہے کہ "Any law, or any custom or usage having the force of law, in so: far as it is inconsistent with the rights conferred by this Chapter, shall, to the extent of such inconsistency, be void." اب اگر کوئی یہ کہہ دے کہ اخبار میں ایک خبر چھپ گئی کہ فاٹا والے کہتے ہیں کہ ہم اس سیٹ پر نہیں بیٹھیں گے کل سے اس سیٹ پر بیٹھیں گے تو کیا یہ آئینی پوزیشن تبدیل ہو جائے گی ؟ کیا یہ قانون پس پشت ڈالا جا سکتا ہے ؟ اور کیا کسی خبر کو اور خبر کے بارے میں کسی نے کیا کہا کہ

یہ تیرا شہر تو ہے شہر زلیخا جانا
وہ پیامبر ہے جو دامن کو بچا لے جائے

ہر روز الزامات کی فہرستیں چھپتی ہیں اور allegation of trading ہوتی ہے اس لیے یہ کہنا کہ کوئی خبر چھپ گئی کہ جناب فاٹا والے وہ ادھر بیٹھ گئے یا ادھر بیٹھ گئے اور اس طرح وہ ووٹ کے حق سے محروم ہو گئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ کہنا آئین کے Article 8 سے متصادم ہے۔ کوئی custom کوئی رواج، کوئی usage یعنی جو کچھ ہو گیا، usage میں Parliamentary Practices بھی آجاتی ہیں اور usage میں پارلیمانی روایات بھی آجاتی ہیں ،ان کو بھی سامنے رکھتے ہوئے کسی کو کسی کے قانونی

حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا کجا کہ آئینی حق سے محروم کیا جاسکے اور کہتا کون ہے آئین کا آرٹیکل ۸ کہتا ہے بابر اعوان نہیں کہتا۔

Mr. Chairman, now I will take you with my assistance to Section 8D of the Conduct of General Elections Order, 2002.

یہ وہ سیکشن ہے جو qualifications and disqualifications دیتا ہے کہ اس House میں سے کون اہل ہے، کون نااہل ہے۔ ہاں، کچھ لوگوں کا اگر اختیار ہو تو کچھ کو نااہل قرار دے دیں ساری زندگی کے لیے۔ کچھ کا اختیار ہو تو وہ-----پنجاب کے ایک صوفی شاعر نے کہا تھا کہ:

ہٹی سڑے کراڑ دی جتھے دیوا نت بلے

کتی مرے فقیر دی جیہڑی چاؤں چاؤں نت کرے

گلیاں ہو جانڑ سونجیاں وچ مرزا یار پھرے

لیکن آئین کسی "مرزا یار" کو اکیلا نہیں پھرنے دیتا۔ سارے کے سارے ووٹ کے برابر حقدار ہیں۔ سیکشن 8D کیا کہتا ہے qualification and disqualification کے بارے میں، سب کے لیے برابر ہے۔ کوئی elect ہو کر آیا 14 category میں، کوئی elect ہو کر آیا Women Senators کی category میں، کوئی elect ہو کر آیا فاٹا سے، کوئی elect ہو کر آیا مہران سے یا بلوچستان سے، یا کوئی elect ہو کر آیا خیبر پختونخوا سے، سب کو برابر حقوق حاصل ہیں۔ اس لیے what I am trying to build up the case before this august House is that there can be no discrimination to the Senators from the FATA that you just cannot vote. اس کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اسی کو میں نے کہا کہ یہ پاکستان کی federation کی جڑوں میں تیلی لگانے والی بات ہو گی اگر ہم ایسی کوئی بات کہیں گے۔

جناب والا! میں اب آپ کو آئین کے آرٹیکل نمبر 50 کی طرف لے کر چلتا ہوں۔ I am quoting now Article 50 of the Constitution.

جناب چیئرمین: بابر صاحب! مجھے ایک بات بتائیے۔ You have referred to Article 8 which is the beginning of the fundamental rights as laid down in the Constitution and this is Chapter 1. اس کی Clause 1 کہتی ہے کہ:

"Any law, or any custom or usage having the force of law, in so far as it is inconsistent with the rights conferred by this Chapter, shall, to the extent of such inconsistency, be void".

اب آپ کس custom, law or usage کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں which is in conflict and not in consonance with Article 8. Please specify those.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Mr. Chairman, two things. I will specify first of all the usage. The usage is that I have heard some of the very learned and honourable members in the Senate saying that since some of the Senators have opted…….

جناب چیئرمین: دیکھیں usage تو establish ہوجاتا ہے۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: This is the usage. I will be referring this in context with this issue which is before this august Chair and the august House. This is one.

Second, the law says that they are all equal members. Now, inconsistency with law, if anybody says that they do not have the right of vote; it will offend Sub-Article 1 of Article 8 and Chapter 1 of the fundamental rights. Nobody can say this from my point of view that don't give them right of vote or don't accept their votes.

میں آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں۔ فنانس بل pass کرتی ہے نیشنل اسمبلی، کیا فنانس بل پر نیشنل اسمبلی میں بیٹھے ہوئے فاٹا کے members کو right of vote نہیں ہے؟ جناب چیئرمین! میں آپ کو اس سے بھی اگلی بات بتاتا ہوں، ابھی آپ نے جو recommendations کی ہیں، کیا اس میں discriminate کیا جاسکتا ہے کہ فاٹا کے members نہ recommendations دے سکتے ہیں اور نہ ہی recommendations کے اوپر motion کے حق یا مخالفت میں ووٹ دے سکتے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کہاں ووٹ نہیں دیا جاسکتا، کوئی ایک جگہ ایسی ہے جہاں فاٹا کے لوگوں کو کہا جائے تمہیں یہاں right of vote نہیں ہے۔

اب آجائیے precedent پر جس کو میں custom کہوں گا۔ Is there any custom in the parliamentary history of Pakistan that FATA people will not vote for a certain act of the Parliament, certain business of the Parliament. فاٹا کے لوگوں کو کس طرح سے anybody can say, even by inference, even by a sketch of imagination کوئی نہیں کہہ سکتا کہ they are children of lesser God. They are equal in every respect.

Now, I will quote Article 50 of the Constitution. Article 50 gives the composition of the Parliament. Composition of Parliament is like this:

> "There shall be a *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of Pakistan consisting of the President and two Houses to be known respectively as the National Assembly and the Senate".

کیا کوئی کھڑے ہو کر کہہ سکتا ہے کہ صدر، پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہے یا نیشنل اسمبلی، پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہے یا سینیٹ، پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہے۔ اگر کوئی نہیں کہہ سکتا اس آئینی provision کی موجودگی میں تو پھر پارلیمنٹ ہی Federally Administered Tribal Areas کو regulate کرتی ہے۔ اس لیے کہ صدر پارلیمنٹ کا integral part ہے۔

President is the inseparable, indivisible and integral part of the Parliament of Pakistan. Then who regulates them? The Parliament of Pakistan.

I may quote for the ready reference Article 247. Administration of Tribal Areas is with the third integral part of the Parliament of Pakistan, so they are part of Pakistan and so they are part of Parliament of Pakistan. Mr. Chairman, I have absolutely no doubt on this.

Now, let us go further. This was only one side, let us go further. I will conclude for the purposes of the Senators from the Federally Administered Tribal Areas that they can vote and they can

show their intention through writing any communication to the honourable Chair that they want to have Mr. "A" or Mr. "B" as their Leader of the Opposition.

اسی طرح، میری آخری دلیل یہ ہے کہ کیا فاٹا کے ارکان نے جناب کو ووٹ نہیں دیا اور ڈپٹی چیئرمین کو ووٹ نہیں دیا؟ دیا ہے، اگر یہ ساری جگہ ووٹ دے سکتے ہیں تو لیڈر آف دی اپوزیشن میں سوائے اس بات کے اور کیا خرابی ہے کہ یہ کسی کی مرضی کا ہوگا یا کسی کی مرضی کا نہیں ہوگا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی دلیل، قانون اور آئین سے نہیں دی جاسکتی۔ سیاست کی بات دوسری ہے۔ ضرورت کی بات دوسری ہے۔ قانون اور آئین سے کوئی دلیل نہیں دی جاسکتی کہ فاٹا کے لوگ اس House میں Leader of the Opposition کے لیے اپنا right of vote استعمال نہیں کرسکتے۔

I conclude on this sentence that nobody can disfranchise any member of the Parliament. And that is it on my point number one.

جناب چیئرمین: ویسے آپ نے جو composition کی بات کی ہے، Conduct of General Elections Order کا جو سیکشن 8B ہے، وہ actually آئین کے آرٹیکل 59 کا pari materia ہے۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Sir, I will quote that, you are right hundred per cent. I will quote that at the last. I will quote number of Articles of the Constitution.....

جناب چیئرمین: میں pari materia کی بات کر رہا ہوں۔ 8B has been taken out from Article 59 of the Constitution.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Yes, you are right. 59 is the composition of the Senate, you are right hundred per cent.

Now, let me go to the issue of any group within a party and I will be quoting the Political Parties Order, 2002.

جناب چیئرمین! اس وقت جب ہم یہ بحث کررہے ہیں، کیا پاکستان میں سیاسی جماعتیں
کوئی legal entity ہیں، یہ پہلا سوال ہے جو میں نے چھیڑا تھا، answer is "yes" اور وہ کیسی
سیاسی جماعتیں legal entity ہیں، It is covered under the Political Parties
Order 2002, Political Parties Act 1976 والا ہوتا تھا، in 2002 it has been
transformed into an order. I will quote Section 8 to start with, from
Political Parties Order 2002. ہم یہاں کیسے آئے ہیں؟ فاٹا کو چھوڑ دیجیے، independent
election لڑنے والے کو چھوڑ دیجیے، جو لوگ پارٹیوں کے discipline میں ہیں، وہ اس ایوان میں کیسے
آئے ہیں؟ آپ نے ایسے ہی دروازہ کھولا اور ہم نے آ کر oath لے لیا، "no" these political
parties are now a legal entity. اس ایوان میں قدم رکھنے کے لیے بھی شرطِ اولین کیا ہے؟
Let me read it to the House. Mr. Chairman! Section 8 reads:
Selection for elective offices.

> "The political parties shall make the selection of candidates for elective offices including the membership of the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) and Provincial Assembly through a transparent democratic procedure".

پہلی بات یہ ہے کہ اس ایوان میں جو بھی آیا ہے سیاسی جماعتوں کے بینر تلے، اس کے لیے سیاسی
جماعت کے ذریعے یہاں پر آنے کے لیے دروازہ کھلا ہے۔ اب میں دوسرے issue پر چلا گیا
ہوں، FATA is completed from my arguments. I will quote and take
your good self to Section 12. پارلیمنٹ میں پہلا قدم وہ سیاسی آدمی رکھے گا، جسے سیاسی
جماعت چُنے گی، چُناؤ سیاسی جماعت کا حق ہے۔ دوسرا، سیاسی جماعت کیا ہے؟ اس کو certify کون
کرے گا کہ یہ سیاسی جماعت ہے۔ جس طرح ایک ہی رنگ کے بے شمار شربت ہوتے ہیں لیکن trade
mark بتاتا ہے کہ کون سا کولا کون سا ہے۔

The party leader of each political party shall, it's not 'may' sir and you know the distinction between the same, "within seven days from the completion of the intra-party elections, submit a certificate, under a signature, to the Election Commission to the effect that the

elections were held in accordance with the constitution of the party and this order to elect the party leader and office bearers at the federal, provincial and local levels wherever it is applicable.” In this case, what I know from the record that there is a party and the name of party is there, elective office bearers are there and everybody knows that who is the party leader? Incidentally, he happens to be the member of this House. So, there is absolutely no doubt about it,

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس پارٹی کی یہاں پر بحث ہو رہی ہے، اس کے لیڈر کون ہیں؟ اس
کے office bearers کون ہیں؟ اور وہ Election Commission کے پاس registered ہے،
ایک پہلو۔ دوسرے پہلو کے لیے آپ ذرا Section 14 دیکھیں۔ یہ بھی طے ہے کہ یہ ایک ہی انتخابی
symbol پر elect ہو کر آنے والی پارٹی ہے اور وہ کون لیتا ہے۔

“Notwithstanding, anything contained in any other law, for the time being enforce a political party, shall be eligible to obtain an election symbol for contesting elections for the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) Provincial Assemblies on submission of certificate statement referred to in Article 12 and 13”.

یہ ایک پارٹی ہے۔ پاکستان کا قانون اس پارٹی میں سینیٹ کے اندر، میں بہت لمبی بات نہیں کرتا اور اس کے صوبائی اسمبلیوں میں جو بچے پیدا ہوئے، میں ان کی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں پورے ادب سے صرف Senate of Pakistan کی بات کرتا ہوں کہ یہاں پر ایک سیاسی جماعت ہے، جس کے لیڈر چوہدری شجاعت حسین صاحب ہیں، میں particularly اس پارٹی کی بات کر رہا ہوں، ایک سیاسی جماعت ہے، دوسری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے، جس کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ یہ ہے
کہ کیا کوئی سیاسی جماعت بیک وقت دو بنچوں پر بیٹھ سکتی ہے؟ This is a very important
question. Mr. Chairman! answer is “no”. Either a political party is a
treasury party اگرچہ بولنے میں تو اسی طرح لگتا ہے کہ یہاں بھی اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے لیکن اس
under the law a political party is either in the Opposition or کے باوجود

یا یہاں ہے on the treasury benches, this is very simple to understand. یا وہاں ہے۔ اب میں objectively چونکہ Lego-constitutional باتیں کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، اس لیے I am touching politics. اب اس میں سے یہ پہلا پہلو تھا، یہ political party کی ہے، اس میں سے وزراء ہیں اور ان کے office bearers اور دوسرے treasury benches لوگ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اختلاف ہے، اب میں اس پر چلا جاتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ یہ پارٹی ٹھیک نہیں ہے، اس پارٹی کی leadership ٹھیک نہیں ہے یا اس پارٹی کی policies ٹھیک نہیں ہیں، سیاسی جماعت میں تین ہی اختلافات ہوتے ہیں۔ کیا اس کا کوئی راستہ ہے؟ Answer is "yes" راستہ ہے۔ جس کو اختلاف ہو، وہ پارٹی سے استعفیٰ دے، وہ سیٹ خالی ہو جائے گی، قسمت آزمائی کرے، دوبارہ آجائے۔ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ ہے؟ "no" Answer is کوئی راستہ نہیں ہے۔

جناب والا! اس کا second part, which I would like to highlight is کہ کیا ایک treasury benches پر بیٹھی ہوئی پارٹی اپوزیشن میں count کی جا سکتی ہے، this is very important aspect, answer is "No" اور اپوزیشن میں count کرنے کے فیصلے کے لیے کیا Chair سے درخواست کی جا سکتی ہے کہ جناب آپ فیصلہ کر دیں کہ کیا میں اپوزیشن ہوں یا میں treasury benches پر ہوں؟ آپ بھی نہیں کریں گے۔ لوگ بیٹھتے ہیں، یہاں کوئی treasury bench کا آدمی بیٹھے گا، گھنٹے کے لیے بیٹھے یا سارے اجلاس کے لیے بیٹھے یا وہ یہاں بیٹھے گا، وہ treasury bench ہی ہو گا۔ اسی طرح سے اپوزیشن کا کوئی آدمی یہاں پر کسی بھی نشست پر بیٹھ جائے تو اس کا status نہیں بدلے گا اور وہ اپوزیشن ہی میں رہے گا۔ Now in this case, I will not read it, I will only refer it. آپ کے پاس دو درخواستیں آئی ہیں، جناب والا جانتے ہیں کہ درخواستوں میں کیا لکھا ہوا ہے کہ ہم کس پارٹی کے لوگ ہیں، اس issue پر مجھے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان درخواستوں کو آپ دیکھ لیجیے گا اور آپ نے دیکھی ہیں، پڑھ لیجیے گا اور آپ نے پڑھی ہیں، ان میں لکھا ہوا ہے کہ ہم کس پارٹی کے لوگ ہیں۔

جناب والا! اب اسی issue کو ایک اور پہلو سے دیکھتے ہیں۔ Section 15 دیکھیں کہ کیا کوئی dissenting group, forward block etc., لوگ اپنی اپنی سیاسی سہولتوں کے لیے، سیاسی حالات میں اور کبھی سیاسی مجبوریوں میں بھی جو مرضی نام دیتے ہیں تو کیا اس سے پارٹی dissolve ہو گئی اور ایک نئی پارٹی نے جنم لے لیا answer is "no" the legislators were very

vigilant to cater this type of situation as well and this situation is catered in Section 15.

Dissolution of political parties, members cannot do it.

اس کے تین طریقے ہیں، اگر کوئی پارٹی توڑنا بھی چاہتا ہے تو وہ نہیں توڑ سکے گا۔

1. Where the Federal Government is satisfied that a political party or foreign aided party or has been formed or is operating in the manner prejudicial to the sovereignty or the integrity of Pakistan or is indulging in terrorism it shall make such declaration by a notification to the official gazette.

Mr. Chairman: But we are not dilating on the dissolution.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Yes sir, I am not.

Mr. Chairman: The issue is not with regard to the dissolution of a political party. This is not the case even of the PML.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: I know, this is not the case but this is the argument that who can dissolve it?

جب تک پارٹی ٹوٹے گی نہیں ، نئی پارٹی کیسے آجائے گی۔ جب تک پارٹی اقتدار چھوڑے گی نہیں اپوزیشن میں کیسے چلی جائے گی اور کیا پارٹی توڑنے کا اختیار ممبران کو ہے؟ پھر تو یہ ہوجائے گا کہ کوئی بھی کھڑا ہو کر بندوں کو دھکا مار کر ایک طرف کر دے اور پتا چلے کہ جی پارٹی ختم ہو گئی ہے اور لیڈر یوسف بے کارواں ہو گیا۔ ایسا نہیں کیا جا سکتا، قانون ہے جی۔ اس کا راستہ موجود ہے اور راستہ آئین میں ہے اور راستہ یہ ہے کہ استعفیٰ دیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

Conclude میں اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس پارٹی میں سے کسی کو اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ پارٹی کے بغیر کہیں ووٹ دے؟ اس کے دو answers ہوسکتے ہیں either ‘yes’ اور دوسرا ہو

سکتا ہے. 'no' اگر 'yes' answer میں ہوتا ہے تو وہ اس طرح کی صورت حال ہے کہ کچھ دوستوں نے لکھ کر دیا ہے کہ ہم ووٹ Mr. 'A' کو دیتے ہیں۔ اگر آپ وہ ووٹ Mr.'A' کے حق میں count کرتے ہیں تو پھر کچھ دوستوں نے لکھ کر دیا ہے کہ ہم Mr. 'B' کو ووٹ دیتے ہیں، پھر دونوں جگہ count کرنے پڑیں گے۔ یہ تو ہوگئی "ہاں" کی صورت حال۔ "ہاں" ہے تو پوری ہاں ہے ناجی پھر آدھی "ہاں" نہیں ہو سکتی۔ دوسرا ہے "نا" اگر Mr.'B' کے حق میں یہ ووٹ count نہیں ہو سکتے تو پھر same will be applicable to Mr. 'A'. اگر "نا" ہے تو پھر بھی پوری "نا" ہے۔ ووٹنگ کے معاملے میں "ہاں"، "نا" کی پالیسی نہیں چل سکتی۔ ہاں ایک دفعہ ہوا ہے قومی اسمبلی میں کہ ایک ممبر نے کسی ایک شق پر 18th Constitutional Amendment میں جہاں پر سارے دوست تھے، پہلے انہوں نے "نا" کہا اور پھر "ہاں" لیکن وہ پھر نہ "ہاں" میں count ہوگا اور نہ "نا" میں count ہوگا۔ اس لیے یہ ووٹ پھر کسی جگہ count نہیں کیے جا سکتے۔

Now, I will take you to the Constitution and you very ably, sir, pointed out Article 59. I am starting from Article 59, that is third part of my lego−constitution submissions before the House.

اور اس میں، میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں اس second portion کے issue پر کہ according to my humble view وہ political party جس کے لیڈر چوہدری شجاعت صاحب ہیں، اس کے ووٹ اگر ایک امیدوار کے حق میں count ہوں گے تو دوسرے کے حق میں بھی ہوں گے۔ اگر نہیں ہوں گے تو دونوں کے حق میں نہیں ہوں گے، یہ تو میں ایک منطق کی مثال دے رہا تھا۔ میرا view یہ ہے کہ they cannot vote from both the sides in the Opposition. وہ دونوں طرف سے ووٹ Opposition میں نہیں دے سکتے۔ قانونی پوزیشن ایسی ہے کسی کو پسند ہو یا نہ ہو۔ میرا کوئی ذاتی خیال نہیں ہے، قانونی پوزیشن بیان کر رہا ہوں۔

Now, I will take you to the third limb of my submissions to the House. I start with Article 59, as pointed out by the Chair.

جناب چیئرمین: 8(b) پر تو آپ نے arguments کر لیے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: جی کر لیے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو اس کو بھی Article 59 cover کر جائے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان: جی ہاں جناب۔

Now, there are number of articles that I will quote. 59 says, "The Senate shall consist of 104 members.

اب یہ اگلے الیکشن سے ہوگا، 18th Constitutional Amendment کے ذریعے چار کا اضافہ ہو گیا۔ اس کا 'b' پڑھ لیتے ہیں۔ Eight shall be elected from the Federally Administered Tribal Areas in such manner as the President may by order prescribe. وہی argument ہے کہ ان کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کرنے کی آئین اور قانون اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی وہاں بیٹھا ہوا political agent کرے تو اس کی مرضی ہے، جو قانون کی مرضی کے خلاف ہے۔

Now, I will say sir, that next article which is relevant is Article 60.

> "After the Senate has been duly constituted, composition I have referred already, it shall at its first meeting and to the exclusion of any other business, elect from amongst its members, a Chairman and a Deputy Chairman."

جناب، آئین اجازت دیتا ہے کہ فاٹا کا ممبر اس ہاؤس کا چیئرمین بھی بن سکتا ہے اور ڈپٹی چیئرمین بھی بن سکتا ہے، آئین اجازت دیتا ہے جناب، میں نہیں اجازت دے رہا اور یہ کہنا پاکستان کی فیڈریشن کی جڑوں کے اندر آگ کی تیلی لگانے والی بات ہے کہ فاٹا کے لوگوں کا ووٹ نہ گنا جائے۔ اب I will take your goodself to Article 61. Other provisions equally applicable to all the Senators. No distinction, no discrimination, no exclusion that FATA will not be counted as Pakistan. Then I refer Article 62, Qualification of the Membership of a *Majlis-e-Shoora* (Parliament).

بہت بڑے روشنیوں کے شہر اور فاٹا کی تحصیل میر علی کے کسی پچھلے علاقے کے پہاڑی گاؤں کی ڈھوک کے قریب غار میں رہنے والے کسی آدمی کو بھی سینیٹ میں آنے کے لیے وہی qualifications ملیں گی جو کراچی، لاہور اور اسلام آباد والے کو پورا کرنا ہوں گی، no distinction, disqualification

کی بھی وہی ہوں گی۔ I will take a minute on this, the اس ground پر qualifications are the same. اس ground پر کہ یہ ممبر فاٹا سے آیا ہے اور اس کو روکا نہیں جا سکتا کہ ووٹ نہ دو۔ یہ کوئی نااہلیت نہیں ہے کہ کوئی فاٹا سے تعلق رکھتا ہے۔ آئین کہتا ہے، میں نہیں کہہ رہا۔

Then, Mr. Chairman, I will quote at the end, Article 4 of the Constitution. "To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law, law I have quoted already, is the inalienable ناقابل تنسیخ حق of every citizen wherever he may be, بے شک وہ فاٹا میں ہو، ووٹ تو دے گا۔ and then I will go to the Preamble of the Constitution of Pakistan which was adopted by all of us on 20th April 1973. I will go to entry 3, para three, phrase 3 in the Preamble, first of all. "Wherein the state shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people, wherein the principle of democracy, freedom equality, tolerance and social justice as enunciated by Islam shall be fully observed. Next, I will go to the top, wherein the territories now included in or in accession with Pakistan, FATA and such other territories as may hereafter be included in or accede to Pakistan shall form a federation. The units will be autonomous with such boundaries and the limitation on the powers and authorities as may be prescribed. FATA, I read further, 'wherein shall be guaranteed, fundamental rights, Article 8, Article 25, Article 4, FATA, included, equality of status. This is very important.

کسی طریقے سے قانون، آئین کی نظر میں فاٹا کے سینیٹروں کا status دوسرے علاقوں کے سینیٹروں سے کم نہیں ہے، Preamble کہہ رہا ہے of an opportunity and before low social economic and political justice and freedom of thoughts expression, believe faith, worship and association subject to law and public morality. Last is, I skip over three and go to, so that the people of

Pakistan may prosper under their rightful and honoured place amongst the nations of the world and make their full contribution towards international peace and progress and happiness of humanity.

جناب، اس Preamble کے مطابق فاٹا کے لوگوں کو خوش رکھنا ضروری ہے، فاٹا کے لوگوں کو راضی کرنا ضروری ہے۔ فاٹا کے لوگوں کو mainstream میں رکھنا ضروری ہے۔ اس Preamble کے مطابق فاٹا کے لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا ضروری ہے۔ فاٹا کے لوگوں کو equal status دینا ضروری ہے۔ یہ سارا Preamble کہہ رہا ہے، میں نے نہیں کہا۔ میں نے صرف آپ کے سامنے دہرایا ہے۔ آئین کا آخری آرٹیکل جو میں پیش کرنے لگا ہوں وہ پہلا آرٹیکل ہے۔ Kindly be with me on Article No.1. یہ پاکستان کا جسد بتایا جا رہا ہے کہ جسد کون سا ہے پاکستان کا، میں نے پہلے کہا تھا یہ دایاں بازو ہے، یہ بایاں بازو ہے۔ یہ جسد ہے۔ میں نے وہاں سے بات کا آغاز کیا تھا۔ آئین کہتا ہے۔

"Pakistan shall be Federal Republic to be known as Islamic Republic of Pakistan hereinafter referred to as Pakistan."

The territories of Pakistan shall comprise—

پاکستان کے اعضا کیا ہوں گے۔ فیڈریشن کے اعضا کیا ہوں گے۔

(a) Provinces of Balochistan, the Khyber Pakhtunkhwa, the Punjab and Sindh.

(b) The Islamabad Capital Territory; hereinafter referred to as the Federal Capital.

(c) Federally Administered Tribal Areas.

اس بحث میں پاکستان پر رحم کرنا، فاٹا پر ترس کھانا بہت ضروری ہے۔ جناب والا! میں آخر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ہم عدالت میں جائیں گے، کسی کا بھی حق ہے access to justice کوئی بھی فریق عدالت میں جا سکتا ہے۔ میں یہ اعتراض نہیں کروں گا کہ کوئی عدالت میں نہ جائے لیکن جو آپ کا، پارلیمنٹ کا business ہے، اس business کو کسی عدالت میں نہیں لے جایا جا سکتا، یہ میں نہیں کہہ رہا، آئین کہتا ہے۔ کیا یہ آئین کی تابعداری ہو گی یا کچھ اور ہو گا، اس کو open

ended چھوڑتے ہوئے جناب! میں conclude اس طرح سے کرتا ہوں کہ آپ کا پہلا فیصلہ درست ہے۔

This is not Peoples Party.

کیونکہ ہم پارٹی نہیں ہیں۔

This is not the Government.

کیونکہ ہم فریق نہیں ہیں۔ آپ کا پہلا فیصلہ درست ہے اور آپ نے یہ جو debate کرائی ہے، I pay rich tributes to you. کہ آپ نے debate کرائی لیکن یہ ایک academic exercise تو ہو سکتی ہے، اس کو کسی عدالت میں challenge نہیں کیا جا سکتا۔ Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you Babar Sahib.

(Interruption)

Senator Mohammad Ishaq Dar: It was banned by you. You gave a ruling. I think it must be observed in totality not partly.

Mr. Chairman: I agree. Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, you want me to make a speech or Swati Sahib.

جناب چیئرمین: جو بھی پہلے تقریر کرلے۔ I have got no objection. جو بھی پہلے کرلے۔

Senator Mian Raza Rabbani: I am ready if you want me to speak.

Mr. Chairman: Both of you can decide.

دلائل تو آج ہی کرنے ہیں چاہے ایک بجے سے پہلے کریں یا ایک بجے کے بعد کریں، کرنے آج ہی ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, right from the outset let me make a disclaimer that I am not a practicing lawyer. I haven't had that kind of experience as you and many other honourable lawyers in this House enjoy.

Though, I studied LLB sitting along with you in the same Sindh Muslim Law College and secured distinction, I was awarded gold medal. Though, when I went abroad I completed all the courses of LLM from University of Boston, Texas and then I completed Ph. D, Doctor of Jurisprudence from South Texas College of Law. Then, I was endowed as a lawyer in Texas.

Mr. Chairman: You are a doctor too. Dar Sahib, I think, we should address him as Dr. Swati.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Then, I became attorney at law in 1990. From 1990 to 1995, I had the exposure of practice, my only practice in corporate and business law. Therefore, the expectation you may have, the expectation my honourable colleagues may have or the honourable Leader of the Opposition may have, I will try to prove with my arguments, in sequence, I also promise you that I will not repeat anything whatever already has been said, other than only referring to those particular Constitution Articles, Statutes, Ordinance or precedents.

Let me start on a lighter note. You must have heard Justice Gidley, this is a lighter note. The very first day of my Ph. D in Texas, South Texas College of Law, this is what he said. He was the chief guest, this is a gentleman who was elevated by President Ronald Reagan and was shot down by Senate because he employed un−documented worker a maid and did not pay social security.

Mr. Chairman: Doctor Gidley was man or woman?

Senator Muhammad Azam Khan Swati : He was a man.

Mr. Chairman: There was a woman also who was not elevated.

Senator Muhammad Azam Khan: This was what he said in the orient session address, he said with a very heavy voice, boys and girls, raise your hands who are married. Naturally, I also raised my hands. He said in Texas language, I bet you that 50% of married men and women are going to be divorced by the time you complete your Ph. D degree in four or five years. Mr. Chairman, on a lighter note, thanks God that I succeeded in Ph. D and also kept my matrimonial life. My wife stood by me in every moment of my life, even today.

Mr. Chairman: What about 50%, were they divorced or not?

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Yes, many did. There is no question about it. So, I was succeeded in first challenge but today, Mr. Chairman, allow me to say, just by looking at this side, the strength is getting thinner and thinner. Let me say that by the time I get through and by the time, the honourable Ishaq Dar gets through giving his arguments, I think, you, I, Mr. Ishaq Dar and a couple of our lieutenants will be left and the House will be empty. Now, let me start my arguments, I will go in sequence, I promised you no repetition—

اور بڑے سادہ الفاظ کے اندر تا کہ issues point commingle نہ ہوں، اس لیے کہ اس ایوان کا بھی مجھ پر حق ہے اور Leader of the Opposition مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کا اور جے یو آئی کا بھی بہت بڑا حق ہے۔ میں اگر اپنے دلائل میں fail ہو جاتا ہوں تو میں سمجھوں گا کہ ایک کارکن کی حیثیت سے، میں نے نہ اس ایوان کے ساتھ اور نہ اپنی سیاسی پارٹی کے ساتھ اور نہ ان انیس دوستوں کے ساتھ انصاف کیا ہے جنہوں نے قائد حزب اختلاف کو ووٹ دیا، یا ووٹ نہیں بلکہ اپنی رائے کا اظہار کیا۔

جناب والا! سب سے پہلے جو سپیکر تھے، میں باقاعدہ طور پر دستاویزی ثبوت پیش کروں گا اور اسی کو پڑھ کر آپ کو بتاؤں گا، دلائل کی روشنی میں سارا مسئلہ پیش کروں گا۔ جناب! سب سے پہلے

ظفر علی شاہ صاحب نے بحث میں حصہ لیا۔ Page 29, date 16th of June. یہ ہیں ان کے الفاظ جو میں دہرانا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کا بڑا پرانا اور well known maxim ہے کہ "جمہوریت میں بندوں کو گنا جاتا ہے، تولا نہیں جاتا"۔ میں اپنی بحث کا آغاز اسی بات پر کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! شاہ صاحب نے جن بندوں کی بات کی، گننے کی بات کی میرا یہ خیال ہے کہ دنیا کی جتنی بھی جمہوریتیں ہیں اور جتنی بھی اس کی اقسام ہیں وہاں بندوں کو گننے کی تقسیم qualification کے لئے آئین اور statutory law ہے، ضابطے اور precedents ہیں۔ ہم خود بندوں کو نہیں گن سکتے ہیں اور میری بحث کا آغاز اس point پر ہی ہے اور پھر میں دوسرے ممالک کے گننے کی بات نہیں کروں گا میں سب سے پہلے پاکستان کے پارلیمانی جمہوری نظام کے اندر جو electoral collage بنا ہوا ہے، اس میں بندے کیسے گنے جاتے ہیں کیونکہ اگر اس بحث میں بندے ہم غلط گن لیں اور ان ضابطوں اور قوانین سے باہر نکل جائیں تو ہمارا وہ کام illegal ہو جاتا ہے۔ اس ضابطے، قانون اور آئین کی خلاف ورزی ہوتا ہے۔ اس لئے ہم جب بھی بندوں کو گنیں گے تو لیں گے نہیں توان ضابطوں کا خیال رکھیں گے جو جمہوری ضابطے ہیں۔

جناب! سب سے پہلے President کے الیکشن کے اندر، یہ پارلیمانی نظام کے سارے tiers اور سارے فورم ہیں اس لئے میں sequence کے ذریعے جو آئین ہمیں بتاتا ہے اور اس پر زیادہ بحث نہیں کروں گا کہ بندے President کے لئے کس طرح گنے جاتے ہیں۔ آپ سے اور اس ایوان سے زیادہ کون جانتا ہے کہ (3) 41 Article کے مطابق ضابطہ بتاتا ہے کہ بندے کیسے گنے گئے۔ ہر آدمی President کے لئے ووٹ نہیں دے سکتا۔ کتنا ہی مفکر، کتنا ہی اعلیٰ اور سنجیدہ انسان کیوں نہ ہو لیکن electoral college میں وہ نہیں ہے۔ یہ بڑا ضروری ہے۔ اس ایوان کے اندر جو Opposition benches ہیں ان کا electoral college آپ کے آئین، قانون اور پارلیمانی روایات نے کیا مقرر کیا ہے؟ جناب! (3) 41 ممبران سینیٹ، ممبران قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ممبران، یہ ان کا electoral college ہے۔ یہ اس لئے میں بیان کر رہا ہوں کہ میں آخر میں آؤں گا کہ اپوزیشن کا اس ایوان میں electoral college کیا ہے اور وہی بنیادی مسئلہ ہے۔ ہم اپنی بحث کو کبھی کہاں پرلے کر جا رہے ہیں اور کبھی کہاں پرلے کر جا رہے ہیں۔ اگر آپ نے، میں نے اور اس ایوان نے اس بات کا تعین کر دیا کہ اپوزیشن کا electoral college کیا ہے تو مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ یہی heart of my arguments ہے اس لئے آپ اس کو ذرا غور سے سنیں گے۔

جناب! Member of National Assembly کے لئے (1) Article 51 ہے اور پھر اس کے ووٹ کے لئے (2) Article 51 ہے۔ اس کے لئے پاکستان کا شہری ہونا چاہیے، 18 سال سے اس کی عمر کم نہ ہو، کسی عدالت سے اس کا دماغی توازن declare نہ ہو کہ وہ خراب ہے۔ یہی قید ہے۔ اس لئے وہ اگر پاکستان کا شہری نہیں ہے تو وہ اس electoral college کے parameters کے اندر نہیں آسکتا۔ جناب! اب اسی طریقے سے سپیکر کا ہے Article 53, Deputy Speaker کا بھی وہی Article 53 ہے۔ Article 59........

(اس موقع پر اذان ظہر ایوان کے اندر سنائی دی)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں بات کر رہا تھا Article 59 کی جس کے 100 ممبران کی تقسیم جس طرح بابر اعوان صاحب اور ایس ایم ظفر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی، میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن ان کی مختلف categories اور وہ کہاں کہاں سے آئیں گے، فاٹا سے آئیں اور کس کس صوبے سے کتنے آئیں گ، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور اس میں چونکہ ابہام نہیں اور آج کی discussion کی یہ controversy نہیں اس لئے میں اس پر زیادہ dilate نہیں کرنا چاہتا۔

جناب! Article 60 اس Chair کی زینت اور ڈپٹی چیئرمین کا electoral college ہے جس سے یہ House complete ہو جاتا ہے۔ اب مشکل یہ پیش آرہی ہے کہ Article 60 کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں لکھی جس سے آپ اپنی روز کی کارروائی اس کے مطابق چلائیں گے۔ اس کے لئے ایک right from the very inception of the Senate House in 1973. Rules of Procedure and Conduct of Business 1973 بنا۔ مشکل یہ ہے کہ اس کے اندر Leader of the Opposition کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کے بعد جو دوسرا Rules of Procedure and Conduct of Business 1986 میں بنا اس میں بھی Leader of the Opposition کا ذکر نہیں ہے۔ کہیں define نہیں کیا۔ اس کے parameters مقرر نہیں کئے۔ اب 1988 میں اس کا ذکر ہے تو 31 جنوری 1988 کو Rules of Procedure and Conduct of Business 1988 کے اندر اسے شامل کیا گیا۔ جناب! اس ساری بحث سے میری مراد یہ ہے کہ جمہوریت کے ہر فورم کے لئے composition بنی ہوئی ہے اور اس

کے composition اس کی tiers اس ایوان کے اندر composition سے باہر آپ نہیں جاسکتے۔ دو ہیں ایک میرے left پر اور ایک جہاں پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اب اس میں کون کونسے ممبران اس طرف جس کو میں Treasury کہتا ہوں اور اس طرف جس کو میں Opposition کہتا ہوں کہ کونسے وہ ممبران ہیں جو Treasury کا حصہ ہیں اور کونسے ممبران ہیں جو اپوزیشن کا حصہ ہیں۔ اس composition کو جاننا بڑا ضروری ہے اس لیے کہ ابہام یہیں سے پیدا ہوتا ہے۔ Mother of all evils or all issues وہ یہ ہے کہ اس کو میں ثابت کروں گا کہ اپوزیشن کی بناوٹ کے اندر، اس کی ساخت کے اندر، اس کی تشکیل کے اندر جو فیصلہ آپ نے کیا ہے وہ صحیح کیا ہے۔ جس پارٹی کو جمہوری سیاسی پارٹی، JUI کو آپ نے recognize کیا ہے as a largest single political party in the Senate وہ آپ نے صحیح کیا ہے۔

جناب والا! مسئلہ تو یہ بھی ہے کہ اگر ابہام پیدا ہو جائے تو پھر کیا ہوگا کیونکہ ایسا ہوا ہے۔ اسی سینیٹ کے سفر کے دوران 1973 سے لے کر آج تک کئی مرتبہ اس Chair کو ایسی controversies handle کرنے کا موقع ملا ہے اور ، successfully they were able to deliver as you did by declaring JUI the single largest party in the Opposition and Molana Ghafoor Haideri is the Leader of that party. جناب والا! اس کے لیے آپ کا rule 237 ہے، جب ابہام پیدا ہو جائے تو آپ کے پاس residuary یا inherent powers ہیں۔ اب میری یہ بحث مختصر ہو گئی کہ اگر کوئی چیز آپ کو آئین میں نہیں ملتی، قانون میں نہیں ملتی، پارلیمانی روایات میں نہیں ملتی تو آپ کو اسی ایوان کا ایک ضابطہ بتا رہا ہے کہ آپ کے پاس inherent powers ہیں اور صرف اس ایوان کے اندر ہی نہیں بلکہ دنیا کے جتنے بھی ایوان ہیں ان میں یہ powers Chair کو دی جاتی ہیں۔ یہ آپ کی inherent powers ہیں اور اس کے لیے rule کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے it is already understood that these are the powers that you enjoy as a Chairman of this House.

جناب والا! ایک قانون کے لئے یہ بڑا ضروری ہے، مجھے پتا ہے کہ آپ لکھ رہے ہیں لیکن بڑا ضروری ہے کہ اس پوائنٹ کو سمجھا جائے کہ اگر ایک آئین، قانون یا rules جب adopt کئے جاتے ہیں تو اس کی تشریح کا اختیار کس کو ہے؟ In a particular forum which entity or person enjoys the right اور یہ right صرف اس چیئر کے لیے نہیں ہے بلکہ دنیا کے سارے ایوان،

عدالت کے ایوان، ساری مجالس میں کہ جب کسی قانون کی، کسی شق کی، آئین کی کسی شق کی یا rule کی تشریح کی جائے تو تشریح تو میں بھی اپنے طور پر کر سکتا ہوں، ظفر علی شاہ صاحب اپنے طور پر کر سکتے ہیں، بابر اعوان صاحب اپنے طور پر کر سکتے ہیں لیکن hammer جب بجے گا، آپ کے پاس وہ powers ہیں کہ آپ تشریح کریں گے۔ جناب والا! یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں، تین سو سال پہلے کا کیس جس کو میں آپ کو refer کر رہا ہوں وہ Marbury vs Madison ہے، ساری پارلیمان، ساری عدالتیں جس کو the mother of all cases کہتے ہیں اور اس آدمی کو جو اس کا founder تھا Chief Justice John Marshal اور اس کی citation ہے 5 US 137 United States' Supreme Court. Sir, 1803 میں اس شخص نے کیا کہا۔ آئیے میں صرف ایک فقرے میں دلائل کہ سمندر کو ایک کوزے میں بند کرنا یہ میرا کام نہیں یہ چیف جسٹس جان مارشل کا کام تھا۔ جس سے آپ کا پورا judicial review چل پڑا، جس میں آئین کے بنانے والے ہم ہیں لیکن ہم تشریح نہیں کر سکتے۔ میں سینیٹ میں بیٹھ کر ایک قانون بناتا ہوں، ووٹ دیتا ہوں، آپ نے، قانون نے مجھے اختیار دیا ہے لیکن جب میں اور آپ کسی عدالت میں جاتے ہیں تو وہ جج اس کی تشریح کرتا ہے۔ میری بحیثیت legislator کے، اس پارلیمنٹ کے ممبر کے میری تشریح نہیں مانی جائے گی، یہ آج کا قانون نہیں، بہت پہلے کا قانون ہے لیکن Marbury vs Madison 1803; documentary آئیے وہ ایک فقرہ کیا کہتا ہے۔ "It is emphatically the province and duty of the judicial department to say what the law is. Those who apply the rule to particular cases," یہاں گو کہ اس نے جج کا کہا ہے لیکن یہ ہر ایوان پر، جس ایوان پر کسی rule کی تشریح کی جائے precedent ہے کہ اس کا چیئرمین، اس کا سپیکر، اس کا بڑا، اس کی تشریح کو مانا جائے گا۔ یہ اس ایوان کے precedent کے ذریعے ایک نہیں بے شمار، بڑے قد والے سینیٹر حضرات یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں جن میں سینیٹر پروفیسر خورشید صاحب کا نام نمایاں ہے جو اس ایوان کے ممبر ہیں کافی عرصے سے اور انہوں نے ان سارے فیصلوں کو مانا نہیں بلکہ من و عن مانا اور جب کسی سرکاری وزیر نے کوئی بات کرنی چاہی تو انہوں نے اس کو چھوڑا نہیں۔ آج میں چاہوں گا کہ اس ایوان کی عزت کے لیے، اس پرانے precedent کے لیے میرا ساتھ دیں۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ میں کوئی سیاسی بات نہیں کروں گا۔ خدارا میرے الفاظ کی ادائیگی سے positive مقصد لیا جائے اور میں قطعاً کسی

کی دل آزاری کے لیے کوئی بات نہیں کروں گا۔ کوئی سیاسی بات انشاء اللہ میری زبان سے نہیں نکلے گی۔

"Those who apply the rule to the particular cases must talk of necessity, expound and interpret the rule." I repeat it, sir; "It is emphatically the province and duty of the judicial department to say what the law is. Those who apply the rule to the particular cases, must talk of necessity expound and interpret that rule."

اس لیے rules ہم نے بنائے اور ان کو interpret آپ نے کرنا ہے۔ This is the heart of my case and argument. اب آئیں اس طرف۔ آپ نے تو اس ہاؤس میں rule کی تشریح کر دی اور اپنے فیصلے کے page 2 پر کہا؛ "JUI the single largest party in Opposition." اب multiple ruling نہیں چل سکتی۔ We have to stick to the ruling given by the honourable Chairman leading this august House.

جناب! آئیے میں آپ کو آگے لے کر جاتا ہوں اس ہاؤس کی بناوٹ کی طرف، اس ہاؤس کی composition, formation کیسے ہوئی۔ جناب والا! جو ہم 2006 کے باسی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں یا جو ارکان 2009 میں یہاں پر آئے، کوئی آزاد آیا، کچھ فاٹا کے ارکان آئے۔ میں فاٹا کے ارکان کو قطعاً آزاد ارکان نہیں کہتا اور میرے خیال میں اس میں مدلل بات اور حضرات کے علاوہ ایس ایم ظفر صاحب نے بھی کر دی ہے لیکن میں اس کو touch ضرور کروں گا۔ اکثریت میں سیاسی پارٹیوں کے لوگ آئے اور یہ سارے 100 کے قریب تھے۔ جب ہم یہاں پر تشریف لائے تو سینیٹ کی formation and composition کیسے بنی۔ کچھ حکومت کی پارٹی میں چلے گئے، کچھ Opposition parties کے ساتھ Opposition میں چلے گئے۔ کچھ آزاد اور کچھ فاٹا کے حضرات رہے۔

Mr. Chairman: Is this your line of argument that the members of FATA are not independent members?

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: نہیں جناب میں اس پر آؤں گا۔ میں یہ نہیں کہتا، میں اپنی تشریح کے لیے آ رہا ہوں---

Mr. Chairman: This is not your line of arguments.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: نہیں میں کہتا ہوں۔

Mr. Chairman: You mentioned as such, so that is the reason I put the question to you.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اس میں تھوڑی مشکل اس لیے پیش آرہی ہے کہ بلوچستان سے آپ کے چار ممبران آزاد ممبران ہیں۔

Mr. Chairman: We are only talking about FATA right now.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: نہیں میں وہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کے بلوچستان سے چار آزاد ہیں اور ان کی ایک حیثیت ہے۔ آٹھ فاٹا کے آزاد ممبران، فاٹا کے آزاد ممبران، میں ان کو آزاد نہیں کہہ رہا ہوں، میں فاٹا کے آزاد ممبران کہہ رہا ہوں، ان کی الگ حیثیت ہے۔

Mr. Chairman: Independent members from FATA.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Exactly.

جناب چیئرمین: آپ کی یہ لائن ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میرا یہ ہے کہ جو چار ارکان ۲۰۰۹ میں بلوچستان سے آزاد حیثیت سے تھے، ان کے علاوہ اور کوئی آزاد نہیں ہے۔

Mr. Chairman: They are independent because they do not belong to any political party as such.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: نہیں نہیں میں اس پر بات کروں گا کیونکہ یہ controversy ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اس کے بعد جو آٹھ ممبران فاٹا سے منتخب ہو کر آئے ہیں وہ الگ ہیں۔ جناب والا! legal پر تو بہت بات ہو چکی۔ میں نے آپ سے پہلے promise کیا تھا کہ میں اس کو repeat نہیں کروں گا۔ اب factual make-up کیا ہے۔ اگر ہم اس factual make-up کو بنانے میں کامیاب ہو گئے تو controversy خود بخود حل ہو جائے گی وہ کیا ہے؟ شاہ صاحب سے معافی چاہتا ہوں اس لیے کہ پہلے سپیکر وہی تھے اس لیے بار بار میں ان کا نام عزت سے لے رہا ہوں۔ شاہ صاحب

نے اپنے بیان میں 16 جون کو صفحہ 40 اور 41 پر ان خیالات کا اظہار کیا سارے آزاد ممبران کے لیے، جو کچھ انہوں نے کہا میں verbatim سے پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ ابہام پیدا نہ ہو۔ ' اب میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ہمارے ہاں ایک یہ بھی law of the land ہے، اللہ کی مہربانی سے جوں جوں democratic system آگے بڑھ رہا ہے two parties political system آگے بڑھ رہا ہے، political parties کا بڑا رول آگے بڑھ رہا ہے، اس میں آپ کسی کی ذاتی رائے کو تو روک نہیں سکتے لیکن law نے allow کیا ہے کہ آزاد ممبر جو elect ہوتا ہے وہ اپنی رائے بتا دے۔ اگر وہ شامل ہونا چاہتا ہے تو رائے بتا دے کہ میں اس پارٹی میں، اس پارٹی میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ In the spirit of this کہ وہ آزاد ممبر کی حیثیت سے جیتا ہے لیکن the moment he joined any political party after his victory وہ اس شکنجے میں آجاتا ہے، بعد میں وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ نہیں جی میں تو آزاد آیا تھا، میں نے پھر واپس چلے جانا ہے نہیں وہ شکنجے میں آجائے گا اور اس پارٹی کا ممبر بن جائے گا۔ '

جناب چیئرمین: سواتی صاحب آپ بتائیے کہ آپ کس law پر grapple کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! میں پورے facts کے ساتھ، یہ document ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے اس کے بارے میں علم ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اب میں اس پر آرہا ہوں۔ انہوں نے یہ کہا کہ ڈھائی تین سال کا ریکارڈ ہے کہ ووٹ ادھر بھی دیے، ادھر بھی دیے اور اس سے ان کی حیثیت مجروح ہو گئی اور اب وہ اپوزیشن کی طرف سے ووٹ کے حقدار نہیں ہیں۔ شاہ صاحب نے آرٹیکل 66 کا بھی کہا جس میں PML کی بات کرتے ہوئے کہ وہ اپنی رائے کا ہر طرح سے اور اپنے ووٹ کا حق رکھتے ہیں۔ جناب والا! پھر میں یہ کہوں کہ اگر مسئلہ اتنا آسان تھا کہ میری رائے سے، میرے ووٹ سے میں اپوزیشن کا ممبر بن جاتا ہوں تو میں نے تو بحیثیت وزیر کئی مرتبہ اسی ایوان کے اندر حکومت کے خلاف تقریریں کیں۔ Article 66 قطعاً اس کے اوپر لاگو نہیں ہوتا جو controversy اس وقت چل رہی ہے۔ That is quite irrelevant اور میں پھر اس بات پر آتا ہوں کہ اگر شاہ صاحب کے arguments Article 66 پر ہیں تو میں ان کے ساتھ ہوں۔ اس ایوان میں ووٹ دینے، اس ایوان میں حکومت کی مخالفت کرنے، اس کی ساری Article 66 protection میں ہے اور میں ان کے ساتھ ہوں لیکن یہاں پر

controversy ہے نہیں۔ بالکل اسی طریقے سے جن حضرات نے Article 63(A) کو quote کیا اور اس کا اطلاق بھی اس پر نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ تین صورتیں ہیں نہیں، Article 63(A) میں جو تین صورتیں ہیں، جن پر defection clause invoke ہو گی، trigger کرے گی وہ آج کی controversy کا حصہ نہیں ہے گو کہ اس کی letter and spirit کو میں discuss کروں گا۔ Intent of the framer of Article 63(A) اس کو بھی discuss کروں گا کیونکہ یہ بھی بہت ضروری ہے۔

جناب والا! اب arguments ہم دیں گے یہ ہمارا کام ہے، composition کے اوپر opinion دینا، جس طرح آپ نے پہلے دیا ہے وہ آپ کا کام ہے and that opinion will be honoured وہ کیا ہے؟ اب آئیے قانون کے مطابق دیکھتے ہیں، رول کے مطابق دیکھتے ہیں کہ سینیٹ کی صرف ایک حصے کی، Opposition کی ساخت، formation, composition کن rules کے مطابق بنتی ہے۔ جناب والا! سینیٹ ایک بہت بڑا ادارہ ہے اور آپ کے ساتھ ہمارے ساتھ سینیٹ کا ایک بہت بڑا سیکرٹریٹ ہے۔ Rules دیکھ لیں وہ کیا بتا رہے ہیں۔ صرف reference کے لیے آپ کو کھوں گا کیونکہ اتنا وقت نہیں ہے۔ Rules 230, 231, 234, 235 and 105 جناب میں عرض کر رہا تھا کہ سینیٹ میں آپ کے 100 ممبران کے ساتھ، آپ کی Chair کے ساتھ rules نے ایک بہت بڑا سیکرٹریٹ مقرر کیا ہے اور باقاعدہ rules کے اندر ان کو اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ایک بات اور بھی آپ کو یاد دلادوں، پھر دوبارہ to reinforce my argument that rule 237 آپ کو ایک بڑی inherent vast power دے رہا ہے۔ آپ کو یہاں تک powers ہیں، rules کی interpretation کے اندر کہ ہمارا rule 177 اگر اتنی بڑی کمیٹی جو ساری دنیا میں بڑی powerful ہوتی ہیں اگر ہماری کمیٹی کا چیئرمین اور کمیٹی کو کوئی ابہام یا controversy پیدا ہو جائے تو rule 177 کے مطابق وہ آپ کے پاس آئے گا۔ اب جب وہاں پر ابہام پیدا ہو گیا تو چیئرمین یا وہ کمیٹی فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں، یہ میرا قانون نہیں، یہ میرا rule نہیں یہ سینیٹ کا، اس ادارے کا رول بنا ہوا ہے کہ rule 177 کے مطابق جب اس controversy کو لے کر آئیں گے تو کیا ہو گا۔ آپ کا فیصلہ وہاں بھی مانا جائے گا اس لیے نہ صرف یہاں پر بلکہ کمیٹی کے ابہام کی صورت میں بھی فیصلہ rule 177 کے مطابق آپ کے پاس آئے گا and there should be a final opinion.

جناب والا! اب میں پھر آتا ہوں کہ ظفر علی شاہ صاحب کا شکنجہ تو سادات کا شکنجہ ہے اور تاریخ کے لیے میں آپ کو بتاؤں کہ میرے grand, grand father یوسف زئی تقریباً دو سو سال پہلے جنہوں نے ترنگیوں کے ساتھ سوات سے migration کی اور مانسہرہ اور بٹ گرام میں آکر آباد ہوئے، اس لیے سادات کی ہر بات کو ہم بڑی اصولی اور بڑی منفرد سمجھتے ہیں لیکن آج کی controversy کے اندر یہاں اس ایوان کے اندر صرف قانون، ضابطے اور آئین کی بات ہو گی اس کے parameter سے باہر نہیں۔

جناب چیئرمین: اب تھوڑا سا وقفہ کر لیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: نہیں، نہیں، it will take one more day. I really apologise, I am only one who is representing Molana اور دیکھیں کہ اگر میں نے قانون کے علاوہ، آئین کے علاوہ، ضابطے کے علاوہ کوئی irrelevant بات کی ہے تو مجھے بتا دیں۔ کوئی سیاسی بات نہیں کی ہے۔ جناب مجھے دو بجے تک وقت دے دیں، پھر بریک کر کے آجائیں۔

جناب چیئرمین: ابھی بریک کر کے پھر تین بجے آجاتے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! پھر تین بجے exact آجائیں کیونکہ ------

جناب چیئرمین: میں exact تین بجے آجاؤں گا۔

We will adjourn it till 3.00 p.m. Yes, Mian sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Swati *sahib* has the liberty to take as much time as you permit him. I just want to inform that if I am not going to be called upon today, then I would not like to be on tenterhooks for the entire afternoon. If I am not going to be called upon tomorrow then that is fine but if I could just be told that whether I will be called upon today or tomorrow?

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ٹھیک ہے جناب! کل دس گیارہ بجے تک بول لوں گا۔

جناب چیئرمین: اتنی لمبی آپ کی arguments ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جی ہیں۔ مجھے چیئر ایک رولنگ دے دے کہ میں نے اگر کوئی repetition کی ہے، کوئی irrelevant بات کی ہے، سوائے documents اور قانون کے۔

Mr. Chairman: Let us see how it goes.

اب ہم تین بجے تک بریک کریں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! اگر exact تین بجے آجائیں۔

Mr. Chairman: Exact sharp 3.00 p.m. I will be sitting here.

کوئی ہو یا نہ ہو، آپ تو موجود ہوں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں موجود ہوں گا۔

جناب چیئرمین: میں درخواست کروں گا، ڈار صاحب اور مولانا حیدری سے کہ they are the concerned parties, they should also be here at 3.00 p.m. sharp.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اگر سواتی صاحب ڈیڑھ دن لینا چاہتے ہیں تو it is up to him میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس وقت میاں صاحب بھی تھے کہ all his arguments would not be taking more then half an hour.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will take half an hour to 35 minutes.

جناب چیئرمین: ایسا کر سکتے ہیں۔ آپ کے arguments پہلے لے لیتے ہیں۔ پھر سواتی صاحب کو سن لیں گے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: بالکل جناب۔

جناب چیئرمین: آپ فری ہو جائیں گے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I don't want to break his rhythm.

جناب چیئرمین: ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Now it is already a break.

جناب چیئرمین: بریک تو ہو گئی۔ سواتی صاحب! آپ کو اس پر کوئی objection ہے کہ میاں صاحب اور بخاری صاحب کے arguments پہلے سن لیں، اس کے بعد آپ ارشاد فرما لیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: آپ کیسے یہ بریک کریں گے اور has it ever happened?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, we cannot do that. Sir, don't break his rhythm. The only thing is that instead of keeping us on tenterhooks, if you can tell us that he has to take so much time.

Mr. Chairman: I cannot tell you, I am not arguing the case, I am listening. He is saying

کہ وہ رات کے دس بجے تک بحث کریں گے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Then he will go on for tomorrow and we cannot just keep sitting like that.

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! آپ نے تو رہنا ہے، آپ تو نہیں جا سکتے۔ میاں رضا ربانی صاحب جا سکتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: آج میاں صاحب کو ٹائم نہیں ملے گا۔

جناب چیئرمین: آپ continue رکھیں۔ سوا ایک بج رہا ہے۔ At sharp 3.00 p.m. I will be here. Thank you.

(اجلاس کی کارروائی بعد دوپہر تین بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی جناب چیئرمین (جناب فاروق حامد نائیک) کی زیر صدارت دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: میں نے کہا تھا کہ میں تین بجے آجاؤں گا. I think, I am in time آپ بسم اللہ کیجیے، اپنے arguments start کیجیے۔ ڈار صاحب آگئے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! وقفے سے پہلے ایک بڑا اہم point تھا، جس سے Opposition کی formation or composition ہوتی ہے اور میں نے یا ڈار صاحب نے آپ کے سامنے جب اس کی composition کا تعین کر دیا تو پھر آپ کے لیے یہ فیصلہ بہت آسان ہو گیا تھا۔ جناب! اس composition کے تین مختلف elements ہیں۔ میں صرف اپوزیشن کی بات کر رہا ہوں۔ ایک تو وہ ہے جن کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے ہے، دوسرے وہ ہیں جو فاٹا کے آزاد اراکین ہیں، ان میں سے چار 2006 میں اور چار 2009 میں elect ہو کر آئے۔ چار خواتین اور تین حضرات بلوچستان سے آزاد حیثیت سے elect ہو کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ سندھ، پنجاب یا پختونخوا سے کوئی آزاد ممبر elect ہو کر نہیں آیا۔ جناب! جس طرح سے ایس ایم ظفر صاحب نے arguments دیے ہیں کہ فاٹا کے اراکین کے الیکشن کا طریقہ کار constituency, electoral college دنیا سے بالکل مختلف ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاتا لیکن صرف reference کے لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قانون کو آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں تاکہ میں جب پھر اس کا حوالہ دوں تو آپ کی نظر میں ہو کہ فاٹا کے آزاد اراکین کون سے قانون، ضابطے اور آئین کے مطابق elect ہو کر اس ایوان کا حصہ بنتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ایس ایم ظفر صاحب جو چیز argue کر چکے ہیں، اس کو repeat کرنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔.I have already noted now آپ نے اگر something new کہنی ہے تو ضرور کیجیے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! یہ چونکہ میری تقریر کا حصہ ہے، اس لیے میں reference کے طور پر کہہ رہا ہوں۔ Article 59(1)b کہہ رہا ہے کہ "it shall be elected from FATA in such a manner as President may order." President Sir, the Conduct Order 40, 2002. یہ ایک بڑا unique electoral college ہے۔

of General Elections Order 2002 کی شق 8B(b) ہے۔ اس کے مطابق آٹھ MNA elect ہو کر آتے ہیں جو ہر تین سال کے بعد فاٹا کے چار آزاد ممبران کو elect کرتے ہیں۔ Sir, Political Party Order 2002 کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ Representation of Public Act 1976 کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ غرض فاٹا کے لیے صرف تین قوانین ہیں جو ان کو اس House کی زینت بناتے ہیں اور وہ ہیں Constitution Article 59(1)b, President Order 40, 2002 and the Conduct of General Elections Order 2002 8B(b) اب جناب! فاٹا کے حضرات یہاں پر تشریف لے آئے تو اس کا تعین کون کرے گا کہ یہ Treasury Benches سے ہیں یا اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے کہ میں Treasury Benches میں تو interested نہیں ہوں، controversy تو وہ نہیں ہے، controversy تو یہ ہے کہ کیا وہ اپوزیشن کا حصہ ہیں یا نہیں؟

جناب! ڈار صاحب نے ایک application دی کہ مجھے سینیٹ کے وہ سارے کاغذات مہیا کیے جائیں جس میں اس کی پوری تفصیل ہے۔ آپ کی مہربانی سے وہ کاغذات مجھے بھی مہیا کیے گئے تو میں 18-3-2009 کے ایک document کو refer کرنا چاہتا ہوں، جس کا لکھنا بڑا ضروری ہے۔ 18-3-2009 کو فاٹا کے چار آزاد ممبران نے زبانی طور پر Senate Secretariat کو بتایا کہ ہم Treasury Benches پر جا چکے ہیں، زبانی طور پر، اس کی تحریر لکھی ہوئی ہے، جس کی کاپی میرے پاس ہے۔ چار افراد میں محمد ادریس خان صاحب، حاجی خان صاحب، عباس خان صاحب اور حافظ رشید صاحب شامل ہیں جو 18 مارچ 2009 کو---

جناب چیئرمین: یہ letter مجھے دیجیے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! یہ بہت ضروری ہے، اس لیے کہ اگر میں ایک document کو---

جناب چیئرمین: سواتی صاحب، ایک منٹ۔ سیکرٹری صاحب، آپ نے ان کو بھی جو documents دیے ہیں، ان کی index and paging کر لیجیے۔ Index بنا لیجیے، paging کر لیجیے تاکہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! 2009-3-18 کو ایک سرکاری document کو، اگر میں اس کا candidly ذکر نہیں کروں گا اور اس کو explain نہیں کروں گا تو میرا خیال ہے کہ میں اس ایوان سے زیادتی کروں گا۔ ان چار افراد نے ہمیں زبانی طور پر کہا کہ ہم Treasury Benches پر جا چکے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ (ن) لیگ کسی وقت حکومت کا حصہ تھی اور جب حکومت سے نکلی تو وہ Treasury Benches کا حصہ نہیں رہے بلکہ Opposition کا حصہ بن گئے۔ بالکل اسی طریقے سے 16 جون، 2011 کی proceedings کے صفحہ 57 کو میں ضرور پڑھوں گا، یہ بڑا ضروری ہے کہ چار ممبران میں سے ایک حافظ رشید صاحب نے کہا کہ میں 2009-3-18 کو Treasury Benches پر جا چکا ہوں اس لیے Opposition میں اپنی رائے کا اظہار کیسے کرتا؟ جناب! وہ سولہ جون کی تقریر میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ''جناب چیئرمین! ہم 2006 میں independent member elect ہوئے۔

جناب چیئرمین: میرے پاس 57 page پر کوئی اور letter لگا ہوا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! یہ proceedings کا page No. 57 ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا یہ proceedings کا page ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اور 2009 میں فیصلہ کیا کہ پیپلز پارٹی کے اتحادی بن جائیں۔ حافظ رشید صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم 2009 میں پیپلز پارٹی کے اتحادی بن گئے۔'' 14 دسمبر، 2010 کو جب جمعیت علمائے اسلام نے ایک واقعے کی وجہ سے پاکستان پیپلز پارٹی سے اتحاد ختم کیا تو اسی دن میں اپوزیشن کا حصہ بن گیا اور آج تک اپوزیشن کا کردار ادا کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! اب یہ جو موقع آیا ہے تو میں نے محترم مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کو اپوزیشن لیڈر کے لیے ووٹ دیا ہے۔ جناب چیئرمین! شکریہ''۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 2009-3-18 کو وہ Treasury Benches کا حصہ تھے اور انہوں نے وضاحت کر دی کہ اس وقت چونکہ JUI بھی Treasury Benches کا حصہ تھی اور جب JUI نے اس کو چھوڑا تو انہوں نے ایک آزاد ممبر کی حیثیت سے، وہ ہماری پارٹی میں شامل نہیں ہوئے، ہمیشہ آزاد رہے، بالکل اسی طریقے سے جس طرح آپ نے 6 جون کو اپنے فیصلے میں ان کی حیثیت کا تعین و تقرر کیا، وہ بالکل اسی طریقے سے کہہ رہے ہیں۔ جناب! میرے لیے مشکل یہ ہے کہ دوسری طرف سے کوئی law, ضابطہ اور آئین کی ایسی شق یا کوئی ایسا document پیش نہیں کر سکے

جس سے یہ ظاہر ہو کہ جب ایک FATA کا آزاد member کسی پارٹی سے alliance کرتا ہے، جس طرح JUI نے کیا تھا جب JUI الگ ہو گئی اور وہ بھی الگ ہو گیا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اس میں فرق کیا ہے، اگر نہیں تو کوئی ایسا argument بن نہیں سکتا کہ FATA کا ایک آزاد member Treasury میں جاتا ہے، اس پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ Opposition میں آسکتا ہے کہ نہیں آسکتا۔ اس نے جس رائے کا اظہار کیا اور انہوں نے آپ کو جو letter لکھا، اس میں کہا اور اس نے اپنے باقاعدہ بیان کے مطابق یہ لکھا کہ جب December 14th کا واقعہ ہوا، میں ان سے الگ ہو کر Opposition کا کردار ادا کر رہا ہوں۔

جناب! اس میں دوسرے عباس خان ہیں، انہوں نے 17-06-2011 page No.21 پر اپنا بیان دیا ہے، اس کو پڑھ لیں اور انہوں نے جو letter، عبدالغفور حیدری صاحب کے لیے لکھا ہے، وہ بھی پڑھ لیں۔ اب میرا کوئی فاضل دوست کوئی ضابطہ، rule quote کر کے بتا دے ، کوئی authority بتا دے کہ یہ Opposition کا حصہ نہیں بن سکتے۔ میرا موقف یہ ہے کہ اگر وہ Treasury کے تھے اوروہ جب ان سے الگ ہوئے اور انہوں نے اس کا اظہار کیا، یہ FATA کے آزاد ممبران کے لیے کافی ہے اور پھر کوئی ایسا ,rule قانون یا کوئی ایسی شق یا کوئی ایسا ضابطہ یا کوئی ایسی پارلیمانی روایت نہیں ہے جو ان کو ان کے اس حق سے کہ وہ اب Opposition کا حصہ ہیں، روک سکتی ہے۔

جناب! یہی حال حاجی خان اور محمد ادریس صاحب کا بھی ہے کہ جب تک کوئی دوسری دلیل نہیں آتی، میں rebuttal پیش نہیں کر سکتا۔ جناب! آپ انجینیئر رشید احمد خان کا 16 جون صفحہ نمبر 88 پر بیان بھی دیکھ لیں، صالح شاہ صاحب اور مولانا رشید صاحب کا بھی بیان دیکھ لیں۔ گویا مارچ 2009 کو 4 ممبران FATA کے جو Treasury Benches پر چلے گئے تھے، Leader of the Opposition کے مستعفی ہونے سے بہت پہلے وہ اب Treasury کا حصہ نہیں رہے۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ وسیم سجاد صاحب جو Leader of the Opposition تھے، وہ 21 مئی 2011 کو مستعفی ہوئے اور ہمیں ایک notification کے ذریعے بتایا گیا اور اس notification کی باقاعدہ copy میرے پاس موجود ہے جس کا No.F.10(4)/2009,Estt.72 ہے۔ جناب! یہ بہت ضروری ہے، May, 21st 2011 اس تاریخ کو مستعفی ہوئے ہیں اور Acting Chairman نے ان کا استعفیٰ منظور کر کے notification جاری کیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہی وہ دن ہے جس دن یہ الگ ہوئے ہیں۔

جناب! کیااب اس سے بھی انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے، اس سے قانون اور آئین کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔

اب میں documentary proof پر آتا ہوں، جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان documents کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں گے، آپ ان پر notation کریں گے اور میرے ساتھ چلتے جائیں گے تاکہ آپ کو opinion بنانے میں آسانی ہو۔ جناب! اب میں documentary proof پر آتا ہوں، وہ documentary proofs کیا ہیں، وہ میں نے نہیں بنائے، وہ Senate Secretariat نے بنائے ہیں، وہ Senate Secretariat نے آج اور کل بھی نہیں بنائے، 6 جون 2011 کے بعد بھی نہیں بنائے، اب دیکھیں کہ ان میں کیا لکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی فاضل ممبران ہیں کسی کو ان کی authenticity پر اور ان کی detachment پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ Senate Secretariat کے ممبران بالکل اس قدر ذمہ دار ہیں جس طرح آپ اور میں یا میرا کوئی دوسرا دوست ہے، جناب! ایک notification Election Commission of Pakistan کی طرف سے ہے، جناب! میں معافی چاہتا ہوں، آپ list پر دیکھیں، party wise list ہے کیونکہ میں پہلے FATA کے آزاد ممبران کی بات کر رہا ہوں، میں دوسری list پر بعد میں آؤں گا۔ جناب! ایک list 13-03-2009 کی ہے جو Senate Secretariat نے تیار کی ہے، اس کے صفحہ نمبر 5 پر دیکھیں FATA کے 8 ممبران کا ذکر ہے---- آپ note کر لیں، میں repeat کر رہا ہوں، party wise list 13-03-2009 کے صفحہ نمبر 5 پر 8 FATA members serial wise لکھے ہوئے ہیں، میں FATA کے حضرات کی بات کر رہا ہوں، 1, 2, 3, 4, 7, 8, 9 and 10 ہیں، ان میں ان کی حیثیت کیا دکھائی گئی ہے۔ ان کی composition کیا دکھائی گئی ہے، یہ بڑا ضروری ہے اور یہ official documents ہیں جن کی حیثیت اور relevancy پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا، اس پر پورا evidence Act بھرا ہوا ہے کہ سرکاری کاغذات، سرکاری امور within the scope of operation پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی نے کیا ہے، اس لیے ان کی relevancy غیر متنازعہ ہے۔ اس میں دو عبدالرازق خان اور حافظ رشید کو 13-03-2009 کو alliance with the Government لکھا گیا ہے، جناب! بڑے مزے کی بات ہے، کیا لکھا ہے، ان میں سے دو کو مولانا عبدالرشید اور صالح شاہ صاحب کو alliance with JUI Government Benches لکھا ہے، یہ بہت ضروری ہے، یہ exactly لکھا ہوا ہے،

ظاہر ہے، اس وقت میں نے نہیں لکھا۔ جناب! اب چار افراد رہ گئے ہیں، یہ دو declare ہو گئے ہیں، باقی چار افراد اس list میں آزاد حیثیت میں آزاد FATA کے افراد، میں پھر کہہ رہا ہوں کہ FATA کے افراد، آزاد FATA کے افراد چونکہ آج تک کسی نے اس list پر اعتراض نہیں کیا، میرا argument یہ ہے کہ وہ غیر متنازعہ ہے۔ اس کے بعد دوسری list آتی ہے، اسی Senate Secretariat کی ہے، اس کی بالکل heading وہی ہے کہ "party wise list of members"، یہ 20-04-2009 کی ہے، اس کے صفحہ نمبر 5 پر ہے، جناب! اس میں لکھا ہوا ہے کہ FATA سے تعلق رکھنے والوں کی party wise affiliation کیا ہے کیونکہ میں اس وقت ان پر بحث کر رہا ہوں ۔ جناب! اس کے serial numbers باقاعدہ 10 and 9 ,7 ,4 ,2 ,1 لکھے ہیں، جناب! نمبر 1 پر عباس خان ہیں، نمبر 2 پر عبدالرازق خان ہیں، نمبر 4 پر حاجی خان ہیں، نمبر 7 پر محمد ادریس خان صافی ہیں، نمبر 9 حافظ رشید احمد اور نمبر 10 پر انجینیئر ملک رشید ہیں جناب! 20-04-2009 کو کل 8 میں سے 6 افراد پر alliance with Government benches لکھا ہوا ہے۔ باقی جو 2 ممبران رہ گئے ہیں ان کا serial No. 3 and 8 ہے، 3 پر جناب عبدالرشید اور 8 پر جناب صالح شاہ۔ اس لسٹ میں alliance with JUI(F) Government benches لکھا ہوا ہے۔

Mr. Chairman, it is very pertinent and quite relevant for the sake of documentary evidence, no one of us as up today has opposed the authenticity of that particular list, what was prepared back then.

جناب چیئرمین! جیسے ہم نے 18-03-2009 کا لیٹر پڑھا تھا اور وہ treasury bench کا حصہ تھا، page 57 پر 16 جون کو حافظ رشید احمد صاحب نے جو بات کی اس کی تصدیق سرکاری کاغذات کر رہے ہیں۔ میں پھر اپنی بات پر آتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے 21 مئی 2011 کو استعفیٰ دیا، منظور ہوا، notification ہوا۔ اس سے دو دن پہلے 19-05-2011 کو ایک لسٹ سینیٹ سیکریٹریٹ نے ہمارے حوالے کی۔

جناب چیئرمین: 2 لسٹوں کا تو آپ نے ذکر کر دیا، 13 مارچ اور 20 اپریل، اب یہ کوئی تیسری لسٹ آئی ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اس سے پہلے بھی ایک لسٹ 03-05-2011 کی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ بھی party wise list ہے؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جی ہاں یہ party wise list ہے، جس کے documents میرے پاس ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! five lists ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا five lists ہیں۔ ساری chronological order میں آ جائیں تو اچھا ہے۔ ابھی آپ نے مجھے دو لسٹوں کا بتایا ہے، اب تیسری party wise list کی کیا date ہے۔ سیکریٹری صاحب! یہ سارے documents مجھے دیجیئے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ڈار صاحب! آپ کے پاس کوئی اور لسٹ ہے؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: 18-04-2011 کی third list ہے اور چوتھی لسٹ 03-05-2011 کو جاری ہوئی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: وہ میرے پاس نہیں ہے، وہ مجھے دے دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے یہ دو لسٹیں سیکریٹری صاحب سے لی ہیں،

it is very useful, there is a consistency between 2009 and 2011.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جس لسٹ کا ڈار صاحب ذکر کر رہے ہیں وہ مجھے provide نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین: یہ فوٹو کاپی کر کے سواتی صاحب کو دیں۔ ڈار صاحب! یہ آپ کے پاس ہے؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی میرے پاس ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں یہ arguments ابھی نہیں کروں گا، جب میں arguments close کروں گا تو اس میں لے آؤں گا۔ 03-05-2011 کی لسٹ ہوبہو وہی ہے جو 20-04-2009 کی ہے۔ ڈار صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ 18th April, 2011 کی جو لسٹ ہے وہ بھی وہی ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: 3 مئی 2011، 20 اپریل 2009 اور میں نے آپ کو ایک 2010 کی list بھی دی ہوئی ہے۔There is consistency, there are 4 lists وہ بھی آپ لے لیں، 2010 کی بھی لے لیں۔

جناب چیئرمین: 2010 کا ابھی ذکر نہیں ہوا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! وہ میرے پاس ہے میں اس پر آرہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اچھا یہ 18-04-2011 بھی same ہے، as of 20-04-2009.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! 03-05-2011 کی لسٹ exactly وہی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ same verbatim ہے؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! یہ چار لسٹیں ہیں۔ ایک 2009 کی ہے، 2010 کی ہے، in order to show ایک 2011 کی بھی ہے اور 2011 کی دو ہیں because within the year جہاں پر vacancy occur ہوئی ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! اگر مجھے اجازت دیں تو میں اپنی جیکٹ اتار دوں۔

جناب چیئرمین: یہ لسٹ کن basis پر بنی ہے؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ Senate Secretariat is to be relied.

Mr. Chairman: No, there must be some rules and law.........

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اس سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: سواتی صاحب! سن تو لیں۔

This is a question which I am imposing; is there any rule and law on the basis of which the Senate Secretariat is under obligation to prepare a list of this nature?

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! کہیں تو میں اس ساری evidence کی ruling آپ کو بتا دوں۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: It is a practice that it is maintained by the Legislation Branch of the Senate, otherwise there is no record that who is who and who is where.

یہ چاروں چیزیں آپ کو consistency کے ساتھ بتائیں گی کہ کس کا alliance کس کے ساتھ تھا، right up to 3rd of May, 2011 when the deemed vacancy has occurred. He is pursuing my point.

Mr. Chairman: It is a practice but there is.......

Senator Mohammad Ishaq Dar: He has to rely on something,

ہوا میں سے تو نہیں آئی، جہاں rule بھی نہیں ہے، جہاں written بھی نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! آپ مجھ سے سوال کریں کیونکہ ابھی میرے arguments رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیے ٹھیک ہے۔

Is there any rule or law by virtue of which the Senate Secretariat is under an obligation to prepare such a list or is it simply our practice? This is my question.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: یہ practice ہے۔ یہ ان کے scope میں آتا ہے۔ میں نے جو اتنے rules پڑھ کر بتائے تھے، یہ ان کی authority میں آتا ہے، یہ ان کے professional conduct میں آتا ہے کہ وہ اس کو تیار کریں۔ اس کی authenticity میں پورا Evidence Act بھرا پڑا ہے، یہ بلاشبہ ہے اور میں یہی documentary proof پیش کر رہا ہوں۔ جناب! چونکہ کسی نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اس لیے میں گزارش کروں گا کہ یہ لسٹ غیر متنازعہ ہے۔

اب جناب 19-05-2011 کو ایک لسٹ میرے حوالے کی گئی ہے۔ میں آپ کی توجہ اس کے صفحہ 2 اور 3 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اچھا یہ پانچویں لسٹ ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: صفحہ 2 پر جناب عبدالرشید اور جناب صالح شاہ صاحب کو alliance with JUI دکھایا گیا ہے۔ میں اس وقت صرف فاٹا کے آزاد ممبران کا ذکر کر رہا ہوں۔ اسی لسٹ کے صفحہ 3 پر باقی ممبران فاٹا کو آزاد ممبر کی حیثیت سے دکھایا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اب میرے arguments یہ ہیں۔ آپ نے 6جون 2011 کو فیصلہ کیا، قائد حزب اختلاف جناب وسیم سجاد صاحب نے 2011-05-21 کو استعفیٰ دیا۔ اب جتنے بھی دنیا کے documentary رائے لینے کے procedures ہیں ان میں آخری لسٹ ہی authentic list ہوتی ہے۔ یہ ہی میرا argument ہے۔آخری list جو سینیٹ سیکرٹریٹ نے تیار کی ہے وہ آپ کی رائے کا basis ہے۔ اگر آپ نے کسی ریفرنس، کسی پارٹی ریفرنس سے دیکھنا ہے تو آپ نے 2011-5-19 کو دیکھنا ہے کیونکہ 21 تاریخ تک قائد حزب اختلاف وسیم سجاد صاحب موجود تھے اس سے پہلے کی اور آخری list اگر اکیس مئی ۲۰۱۱ کے بعد کوئی list بنی ہے تو مجھے اس کا علم نہیں ۔ میں اس وقت تک اپنے arguments reserve کرتا ہوں جب تک ایسی کوئی list مجھے provide نہیں کی جاتی اور اگر کوئی ایسی list موجود نہیں ہے اور یہی وہ آخری list ہے ------

(مداخلت)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: مجھے ذرا بات مکمل کرنے دیں۔ جناب چیئرمین! یہی میرا argument ہے کہ 2011-5-19 کی list آخری list ہے جس طریقے سے الیکشن سے پہلے کوئی ووٹر لسٹ ہوتی ہے، رائے لینے سے پہلے کوئی سرکاری document ہوتا ہے یہ وہی document ہے جس پر میں rely کر رہا ہوں، جس کے اندر فاٹا کے آٹھ افراد کو دو کا JUI سے alliance قرار دیا گیا ہے اور چھ کو آزاد ممبران کی حیثیت سے قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ غیر متنازعہ ہے، اس لیے کہ اس کے دو دن بعد پھر وسیم سجاد صاحب اس کرسی سے استعفیٰ دے دیتے ہیں۔

جناب والا، میں مشکور ہوں کہ آپ نے جب یہ لفظ کہا کہ just to make it candid میرا یہ خیال ہے کہ یہ جو آپ اپنے فیصلے کو re-visit کر رہے ہیں یہ آپ کا بڑا پن ہے اور substances justice کے لیے کر رہے ہیں۔ اس لیے جو document مجھے سینیٹ سیکرٹریٹ نے دیا کم از کم میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور جو ایک document ہے میں اس کی وضاحت آخر میں

کروں گا جو مجھے نہیں دیا گیا لیکن ڈار صاحب نے یہ کہا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ یہ وہی ہے لیکن میں اپنے arguments کے لیے آخری لسٹ جو رائے لینے سے پہلے ہے وہ ہی میرے arguments کی basis ہیں۔

جناب چیئر مین: جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: یہ فہرست اس وقت بنی جس وقت وسیم سجاد صاحب باقاعدہ طور پر قائد حزب اختلاف تھے۔ ۱۲ کو انہوں نے استعفیٰ دیا اور آپ نے وہ فیصلہ ۶ جون ۲۰۱۱ کو کیا۔

جناب چیئر مین: جی آپ کا next point بھی آ گیا ہے۔ جی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا، اب دوسرا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ sub rule (2) of rule 2 یہی جو business rules ہیں اس میں جس طریقے سے page-2 پر آپ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ عددی اکثریت اگر کسی پارٹی کو حاصل ہے تو وہ JUI ہے۔ میں پھر آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ یہ بڑا ضروری اس لیے ہے کہ دنیا کی سب نہیں تو تقریباً اکثریت میں یہ لفظ اس کے لیے اچھا ہو گا کہ اپوزیشن بالکل اسی طریقے سے فیصلہ کرتی ہے جس طریقے سے آپ نے ۶ جون کو کیا۔ دیکھتے ہیں کہ سیاسی پارٹی ساخت کے لحاظ سے کیا ہے اور ایس ایم ظفر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جتنے بھی دلائل دیے، پروفیسر خورشید صاحب نے دیے تھے، جناب سلیم سیف اللہ، جناب چٹھہ صاحب اور ہارون خان صاحب نے دیے تھے، ان سب نے اپنے دلائل پیش کیے اس میں detachment بھی آتی ہے، اس میں grouping بھی آتی ہے، recognition بھی آتی ہے وہ سارے academic الفاظ استعمال کیے گئے تھے ان سب کی نفی کر دی۔ میرے بھی وہی arguments ہیں کہ مجھے کوئی ایسی authority نہیں مل رہی کہ جو academic حیثیتں بیان کی گئی ہیں کم از کم ہمارے آئین اور جمہوری روایات کے اندر ان کو اپوزیشن کا حصہ بنایا جائے۔ جناب والا، کیا اس سے پہلے پارلیمنٹ کے اندر جس کے دو ایوان ہیں ایسی کوئی صورت آئی ہے جس کے اندر ہمیں کم از کم راہنمائی یا چیئر کو راہنمائی مل سکے تو میں کہوں گا کہ بالکل آئی ہے۔ میں آپ کی توجہ 2004 کی قومی اسمبلی کی طرف دلاؤں گا جس کا ذکر بابر اعوان صاحب نے بھی کیا، میں بھی کر رہا ہوں۔ Rule وہی ہے اب تبدیل ہو گیا ہے۔ Rule کو پڑھ لیں۔ Rule وہی ہے گو کہ وہاں (1) rule 2 sub-rule ہے لیکن definition وہی ہے تو فیصلہ کیا

ہوتا ہے ایک طرف 68 ممبران ایم ایم اے کے ہیں اور دوسری طرف 78 ممبران پیپلز پارٹی کے مختلف گروپس کے اندر ہیں جن میں پی ایم ایل (ن) اور ان کے دوسرے اتحادی شامل ہیں لیکن سپیکر یا چیئر یہ رولنگ دیتی ہے کہ دنیا کی پارلیمانی روایات کے مطابق مولانا فضل الرحمنٰ کو قائد حزب اختلاف اس لیے بنایا جارہا ہے کہ وہ single majority party کو represent کرتے ہیں ۔ بالکل ہو بہو وہی الفاظ جو آپ نے page 2 پر لکھے۔ حالات یہی ، واقعہ یہی controversy یہی لیکن وہاں اگر کسی نے اعتراض کیا ہوگا لیکن اس شدومد کے ساتھ نہیں جس سے ایوان کا وقار مجروح ہو۔ جناب والا، میں نے فاٹا کے آزاد ممبران کی documentary حیثیت ، ان کے اپنے بیان سے اور وہ خطوط جو آپ کو لکھے گئے ہیں ان سے ثابت کردیا۔ اب میں آتا ہوں بلوچستان کے چار آزاد ممبران کی طرف کہ ان کا کیا بنے گا۔ جناب والا، میرے پاس ۸ مارچ ۲۰۰۹ کی جو لسٹ ہے یہ الیکشن کمیشن کا نوٹیفکیشن ہے۔ اس کے اندر ایک ممبر محمد ہمایون خان، جس کو محمد ہمایون خان مندوخیل بھی کہتے ہیں، وہ بلوچستان سے آزاد ممبر کی حیثیت سے elect ہو کر ٹیکنوکریٹ کی سیٹ پر آئے ۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک دوسری لسٹ منسلک ہے جو ۹ مارچ ۲۰۰۹ کا الیکشن کمیشن کا نوٹیفکیشن ہے جس میں بلوچستان سے جو سارے ممبران آئے ہیں ان کی یہ party wise list ہے۔ اس میں ، میر ولی محمد بادینی آزاد، مسز کلثوم پروین آزاد،۔۔۔۔

جناب چیئرمین: کلثوم پروین بی این پی سے elect نہیں ہوئیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں بتا رہا ہوں۔ نوابزادہ محمد اکبر مگسی آزاد یہ چار ممبران ہیں جو آزاد حیثیت سے بلوچستان سے ۹ مارچ ۲۰۰۹ کو آئے ہیں اور باقاعدہ طور پر یہ الیکشن کمیشن کا نوٹیفکیشن ہے۔ میں بڑی تیزی سے یہ بتا رہا ہوں تا کہ آپ ساتھ ساتھ لکھتے جائیں۔ اس کے بعد ایک list جاری ہوتی ہے 13 مارچ 2009 کو۔ یہ سینیٹ سیکرٹریٹ کی 13 مارچ 2009 کی party wise list ہے۔ اس list میں جو independents ہیں، سیریل نمبر 5 پر جناب اکبر خان مگسی، سیریل نمبر 6 پر محمد ہمایوں خان اور 11 پر میر ولی محمد بادینی آزاد declare کیے گئے ہیں۔ آپ کو حیرانی ہوگی کلثوم پروین صاحبہ کہاں چلی گئیں۔ میرا اپنا یہ خیال ہے، میرے پاس کوئی document نہیں، میرا خیال ہے آرٹیکل 51(5)(d) کے تحت انہوں نے شاید، میں "شاید" کا لفظ استعمال کررہا ہوں، میرے پاس

کوئی proof document کے لیے نہیں ہے، پارٹی join کرلی ہے بی این پی (عوامی) اور اسی لیے اس لسٹ کے اندر جو ان کے الیکشن کے صرف چند دن بعد جاری ہوئی۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ آرٹیکل 51 کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جی جناب! آرٹیکل 51(5)(d) ہے۔

Mr. Chairman: Article 51 is for National Assembly.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میرے پاس یہ نئے آئین کی کتاب ہے۔ یہ Article 51 ہے۔

جناب چیئرمین: یہ اٹھارھویں ترمیم سے پہلے ہے نا، اٹھارھویں ترمیم سے پہلے والا آئین دیکھیں۔ اس میں Article 51 pertains to the National Assembly.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir: I can assist my colleague that she wrote to ECP. ECP wrote to Senate Secretariat and I will provide copies to you and copies to my friend. She followed the procedure which is laid in the Constitution. She wrote to ECP and she opted.

میں کاپی دے دوں گا آپ کو بھی اور ان کو بھی۔

جناب چیئرمین: اچھا، انہوں نے خط لکھا تھا۔ Article 51 deals with the National Assembly.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اب نئے آئین میں وہ چیز موجود ہے۔ میرے خیال میں پرانے میں بھی وہی تھا کہ الیکشن کے بعد تین دن تک وہ الیکشن کمیشن کو رپورٹ کرسکتے ہیں۔ میں دوبارہ اپنے آپ کو correct کرلوں گا۔ اب اس لسٹ میں سیریل نمبر 2 پر بی این پی (عوامی) کے کالم میں محترمہ کلثوم پروین صاحبہ چلی گئیں۔ اب تین آزاد ارکان ہیں۔

Mr. Chairman: But she is not an issue over here.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں یہ نہیں کہہ رہا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی authenticity پر بات نہیں ہوسکتی، یہ لسٹیں غیر متنازع ہیں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ جب انہوں نے join کرلیا تو انہوں نے اس خانے سے اٹھا کر ان کو وہاں بھیج دیا۔

جناب چیئرمین: سینیٹ سیکرٹریٹ نے ان کو بھیجا یا ECP نے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ 13 مارچ 2009 کو جو لسٹ تیار ہوئی، سینیٹ سیکرٹریٹ نے تیار کی ہے، اس میں مسز کلثوم پروین صاحبہ کو بی این پی (عوامی) کے کالم میں سیریل نمبر 2 پر لے آئے ہیں۔ میں پھر گزارش کررہا ہوں کہ اکبر خان مگسی، میر ولی محمد بادینی اور ہمایوں خان آزاد حیثیت سے شامل ہیں۔ اب آئیں 20 اپریل 2009 کی طرف، صفحہ 5 پر جائیں تو independents 11 کی لسٹ ہے۔ اکبر خان مگسی کے آگے alliance with the Government benches لکھا ہوا ہے۔ ہمایوں خان کے آگے بھی alliance with the Government benches لکھا ہوا ہے۔ یہ بڑی اہم بات ہے you must note this کہ ہمایوں خان کے آگے alliance with the Government benches لکھا ہے۔ میر ولی بادینی صاحب کے آگے بھی alliance with the Government benches لکھا ہوا ہے، وہ پارٹی میں شامل نہیں ہوئے، آزاد رکن ہیں اس لیے کہ کلثوم پروین صاحبہ شامل ہوئی تھیں وہ بی این پی کے کالم میں چلی گئی ہیں اور یہ تین آزاد ارکان بلوچستان سے آئے تھے اور میرا argument بھی یہی ہے کہ alliance with the Government benches لکھا ہوا ہے۔

جناب! اس کے بعد اب آئیں دوسری لسٹ کی طرف جو میرے پاس ہے۔ یہ بڑا ضروری ہے۔ This document is an evidence and this the thrust of my argument. جناب! یہ لسٹ 3 مئی 2011 کی ہے۔ یہ بھی سینیٹ سیکرٹریٹ کی party wise list ہے۔ اس کے بھی صفحہ 5 پر آجائیں۔ اس میں بھی نواب اکبر خان مگسی، جناب ہمایوں خان صاحب اور ولی محمد بادینی صاحب، تینوں کو alliance with the Government declare کیا گیا ہے۔ جناب! اب میرے پاس جو آخری لسٹ ہے، وہ ہے 19 مئی 2011 کی۔ Final list before the honourable Leader of the Opposition, Mr. Wasim Sajjad resigned, it was notified. اس لسٹ میں صفحہ نمبر 3 پر ان تین افراد کو آزاد ارکان کی حیثیت

سے declare کیا گیا۔ 19 مئی 2011 کو جناب وسیم سجاد صاحب کے مستعفی ہونے سے پہلے، نوٹیفکیشن سے پہلے کی جو لسٹ ہے، اس میں ہمایوں خان بھی آزاد ہیں، حالانکہ پہلے وہ alliance with the Government تھے، جناب ولی محمد بادینی صاحب بھی آزاد اور اکبر مگسی صاحب بھی آزاد declare کیے گئے ہیں۔ محترمہ کلثوم صاحبہ بالکل اسی کالم کے اندر ہیں یعنی بی این پی (عوامی) کے۔

جناب! اب میرا یہ argument ہے، بڑی مشکل سے میں یہ بیان کر رہا ہوں کہ اگر اس لسٹ کے مطابق آزاد حیثیت سے، بلوچستان سے محمد ہمایوں خان Opposition کا حصہ ہوسکتے ہیں، یہ documentary proof ہے، تو ولی محمد بادینی اور اکبر خان مگسی کیوں نہیں ہوسکتے؟ Are we going to treat differently? آپ کے جو اپنے سینیٹ کے documents ہیں، دو لسٹوں کے اندر ان تینوں کو alliance with the Government قرار دیا گیا ہے۔ اپوزیشن لیڈر کے جانے سے پہلے یہ تینوں آزاد ہیں۔ اگر ہمایوں خان صاحب اپوزیشن میں رائے دے سکتے ہیں تو میرا یہ argument ہے کہ ولی محمد بادینی اور اکبر خان مگسی صاحب کیوں نہیں دے سکتے۔ Therefore, we have to treat at parity and equally. جناب! آپ میرے اس argument کو لکھ لیں کہ اگر Chair declare کرتی ہے کہ ہمایوں خان اپوزیشن کے رکن ہیں تو پھر ولی محمد بادینی اور اکبر خان مگسی صاحب کیوں نہیں؟ Chair نے بالکل صحیح declare کیا ہے کہ all the three are in the formation and composition of Opposition benches. اس پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا کہ ہمایوں مندوخیل صاحب اپوزیشن کے ممبر نہیں ہیں، میں بھی اعتراض نہیں کرتا کیونکہ ان کا بہت بڑا قد ہے، ان کی بہت بڑی حیثیت ہے، ان کا حق ہے۔ جناب والا! آپ نے بھی نہیں کیا۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ نے کیا تھا۔ میں آپ کے knowledge کے لیے کہہ رہا ہوں۔ انہوں نے تبھی تو انہیں بلایا، انہوں نے ہمایوں صاحب کو بھی question mark کیا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: حیدری صاحب! میں argument کر رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں، جب آپ کی باری آئے گی تو آپ کو سن لیں گے۔ جناب والا! وہ اس لیے اعتراض کیا تھا کہ ہمایوں خان صاحب نے اپنی رائے کے لیے ہماری list پر دستخط کیے تھے، اعتراض کی صورت یہ

ہے، میں ابھی explain کر دیتا ہوں کہ ہماری list پر سب سے پہلے اور میری موجودگی میں، I am an eye witness اس list پر انہوں نے دستخط کیے۔ اس کے بعد اسحاق ڈار صاحب کی جو list تھی، اس پر انہوں نے دستخط کیے اور پھر ان دونوں دستخطوں کو ایک تیسرے خط کے ذریعے withdraw کر کے انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا، these are the facts.

جناب والا! چونکہ documents زبانی باتوں سے زیادہ powerful ہوتے ہیں۔ اب میں جس مسئلے کی طرف آ رہا ہوں، PML (Q) کے انتہائی محترم، بڑی بڑی قابل شخصیات ہیں، میرے ان کے ساتھ بڑے قریب کے روابط ہیں، ذاتی طور پر بھی اور otherwise بھی تو میں گزارش کروں گا کہ میں آپ کے سامنے جس حیثیت سے کھڑا ہوں، اس وقت میں اس ایوان کو represent کر رہا ہوں، آپ کو assist کر رہا ہوں۔ اگر میری زبان سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے تو میری قطعاً ان کے لیے نہ تو کوئی برائی ہے اور نہ وہ اپنے دل میں میرے لیے کوئی کدورت پیدا کریں کہ میں نے ان پر انگلی اٹھائی ہے۔ میں انتہائی معافی کے ساتھ گزارش کر رہا ہوں کیونکہ یہ بہت sensitive مسئلہ ہے اور sensitivity میں انسان بڑا جذباتی ہو جاتا ہے۔ اب میں آپ کی توجہ اسی list پر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میں نے جتنی lists کا date-wise ذکر کیا ہے، انہیں date-wise آپ دیکھیں اور پھر جو بڑا pertinent documentary proof ہے، وہ آخری list ہے جو 19-05-2011 کو بنی، اس میں پاکستان مسلم لیگ کے اکیس ممبران ہیں۔ میرے دوست کہتے ہیں کہ (Q) نہ کہا کریں، اس لیے میں نہیں کہتا ہوں۔ جناب والا! اس list کو split کرنا میرا کام نہیں ہے، یہ آپ نے provide کی ہے، انہی rules کے مطابق جو میں نے Senate Secretariat کے پانچ چھ rules پہلے پڑھے کہ اس list کو تیار کرنے میں ان کا scope کیا ہے function کیا ہے اس کے مطابق ان اکیس ممبران کی list مجھے دی گئی ہے اور میرا argument ہے کہ یہ سارے treasury benches سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ سارے arguments جو اس سے پہلے ہو چکے ہیں، میں دوبارہ ان کو repeat نہیں کر رہا ہوں، میرے بھی وہی arguments ہیں کہ آپ PML کے اکیس ممبران split نہیں کر سکتے اور ان کی نشان دہی جس طریقے سے 19-05-2011 کی list کے page 2 پر ہے، وہی حقیقت ہے۔

جناب والا! جیسے شاہ صاحب نے کہا تھا کہ Article 66, جناب چیئرمین، یہ بہت ضروری ہے اور جب میں آپ کو اور دیگر ممبران کو یہ point سمجھا گیا تو میں اپنا فرض ادا کر چکا۔ Article 66 میں ہر طرح کا تحفظ ہے۔ جناب والا! یہ سارے ممبران جس طرح ووٹ دینا چاہیں دے سکتے ہیں، جس

طرح رائے دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ point بڑا سمجھنے والا ہے۔ اس لیے کہ میں نے کہا تھا کہ میں sequence میں جاؤں گا اور کوئی repetition نہیں کروں گا، یہ point پہلے نہیں آیا ہے۔ یہ ممبران جتنی رائے دینا چاہیں، دے سکتے ہیں، جتنی مخالفت کرنا چاہیں، کرسکتے ہیں لیکن controversy یہ نہیں ہے۔ جناب والا! اگر کوئی motion ہوتا۔ آپ اگر فارغ ہو جائیں تو میں بات کروں کیونکہ یہ ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: میں Article 66 دیکھ رہا تھا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! وہ تو general ہے، اس میں تو protection ہے، میں اس کا reference نہیں دے رہا ہوں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے اس argument کے حق میں ہوں۔ ممبران ہر طرح ووٹ دے سکتے ہیں، ہر طرح رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ یہاں پر controversy بالکل different ہے۔ اگر کوئی resolution ہوتی، آپ سو ممبران سے پوچھتے تو وہ رائے دے سکتے ہیں۔ وہ ایوان کا حصہ ہیں، باہر نہیں ہیں۔ کوئی motion ہوتا، آپ ان سے رائے پوچھتے، وہ اس پر رائے دے سکتے ہیں، کوئی Bill ہوتا، آپ سو ممبران سے پوچھتے، وہ اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ کوئی amendment ہوتی، آپ ان سے رائے پوچھتے، وہ اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ یہاں پر صرف اپوزیشن کے benches کی بات کر سکتے ہیں کہ وہ ان benches سے اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتے، اس لیے کہ وہ ان benches کا حصہ نہیں ہیں، ایوان کے اندر ان پر کوئی قید نہیں ہے۔ اگر وہ کسی وقت، کسی Bill پر حکومت پر اعتراض کریں تو وہ بالکل حق بجانب ہیں، خواہ وہ اُس طرف بیٹھے ہیں یا اِس طرف بیٹھے ہیں۔ Motion ہو، resolution ہو، adjournment motion ہو، وہ جس طرح ووٹ دینا چاہیں، دے سکتے ہیں۔ میرا اس controversy میں main point یہ ہے کہ وہ اپوزیشن کا حصہ نہیں ہیں ، اس لیے ان سے رائے نہیں لے سکتے۔ اگر یہ کوئی motion or resolution ہوتی تو ووٹ دے سکتے تھے۔ یہی main point ہے کہ وہ اپوزیشن کا حصہ نہیں ہیں، اس لیے وہ غفور حیدری صاحب کا یا اسحاق ڈار صاحب کو رائے دینے میں آپ کی مدد نہیں کر سکتے۔

جناب والا! چونکہ 10-05-2011 کو میں نے یا کسی اور ممبر نے خصوصاً اُس list پر اعتراض نہیں کیا، میں پھر کہتا ہوں کہ خصوصاً اُس list پر کہ ہم اکیس ممبران نہیں ہیں، پانچ ایک ہیں، چھ ایک ہیں، گیارہ دوسرے ہیں، اس list پر۔۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے کیا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں اپنے knowledge کی بات کر رہا ہوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں آپ کے knowledge کے لیے کہہ رہا ہوں کہ میں نے کیا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اس لیے اگر کوئی اور resolution ہوتی تو جب سو ممبران سے پوچھا جاتا، اس میں یہ شامل ہوتے، کوئی motion ہوتا، کوئی Bill ہوتا، کوئی constitutional amendment ہوتی لیکن اپوزیشن کے forum پر، اس کے make-up پر یا اس کی composition پر PML کے اکیس ممبران ایک جگہ اس list میں جو مجھے دی گئی ہے، I am not going to challenge the authenticity of that particular list and my argument is that you cannot split that list.

جناب والا! آپ نے بھی 2011-06-06 کو اپنا فیصلہ دیا، بالکل ٹھیک فیصلہ تھا اور آپ کا یہی opinion ہے۔ میں بڑے مہذب الفاظ استعمال کر رہا ہوں کہ 'میٹھا میٹھا ہڑپ، کڑوا کڑوا تھو' (فارسی) ترجمہ: 'ہر وہ چیز جو اپنے لیے نہیں پسند کرتے دوسروں کے لیے پسند نہ کریں'۔ میں PML (N) کے حضرات کو یہ کہتا ہوں کہ وہ اگر اصولوں کی پاسداری کی بات کرتے ہیں، اس کو سیاسی طور پر نہ لیں کیونکہ یہ میرا ایک ذاتی فقرہ ہے، میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہوں گا کہ اگر اصولوں کی بات کرتے ہیں تو پھر عمل اور اصولوں میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم نے اس طریقے سے اپنی ذاتی انا کے لیے پارٹیوں کی تقسیم کی تو یہ پارلیمانی جمہوریت کا نظام نہیں چل سکتا۔ اسی لیے یہ Article 63 (A) یا اس سے پہلے جو constitutional amendments دی گئی ہیں، یہ اس پارلیمانی جمہوریت کی مضبوطی کی روح ہیں اور جس وقت ہم اس کو توڑیں گے، اس کے دروازوں اور کھڑکیوں کو نکالیں گے تو پھر یہ پارلیمانی نظام اس ملک کے اندر مستحکم نہیں ہو سکتا۔ پھر کوئی ڈکٹیٹر آئے گا، پھر اس نظام کو پیچھے جانا پڑے گا اور اگر ہم نے اس کی حفاظت کرنی ہے تو ہمیں ان سیاسی جماعتوں کو intact رکھنا ہوگا کیونکہ یہی بات سیاسی نظام کی روح ہے۔

جناب، میں sequence کے اندر جا رہا ہوں تاکہ میرے arguments ایک دوسرے کے ساتھ commingle نہ ہوں۔ جب آپ سے میرا خیال ہے نیر بخاری صاحب نے proceedings

کے اندر سات جون کو یہ پوچھا کہ آپ نے کس طرح ان نو ممبران کو اپنے left پر بیٹھنے کی اجازت دی تو میں چاہوں گا کہ میرے arguments میں آپ کے الفاظ لکھے جائیں۔

"جناب چیئرمین، بخاری صاحب، اس point پر میں آپ سے عرض کروں کہ ابھی ہارون صاحب نے خود فرمایا ہے کہ وہ پی ایم ایل (کیو) کے اندر ہیں اور ان کے پارٹی لیڈر چوہدری شجاعت صاحب ہیں۔ میں آپ کو یہ بھی واضح کردوں کہ جب انہوں نے درخواست دی تھی کہ وہ ادھر بیٹھنا چاہتے ہیں، میں نے ان کو جو نشستیں دیں ان کی دو وجوہات تھیں۔ ایک یہ تھی کہ Government side پر کوئی سیٹ باقی نہیں رہی تھی اور کچھ treasury کے لوگ بھی اپوزیشن سائیڈ پر accommodate کیے۔ یہ page No.39 and page No.40 پر ہے 7th June کو۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ ممبران نے خود خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ پی ایم ایل (کیو) کے اندر رہتے ہوئے اپوزیشن سائڈ پر بیٹھنا چاہیتے ہیں۔ یہ بات انہوں نے لکھ دی کہ وہ اس وقت بیٹھنا چاہتے ہیں تو ان وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے ان کو سیٹیں دیں۔ اب اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میں نے ان کو بطور اپوزیشن accept کر لیا۔ اب میاں صاحب نے جو point raise کیا ہے، اب وہ بیٹھ گئے ہیں" یہ یہیں پر ختم ہوجاتا ہے۔

اس proceeding کا جو حصہ ہے وہ page No.39, page No.40 اور میں نے پہلے بتایا کہ سات جون کو اس ایوان کی امانت تھی۔ پھر ایک منٹ کے لیے یہ عرض کروں گا کہ ظفر علی شاہ صاحب نے بھی اپنے بیان کے اندر Article 6, بار بار کہا، بار بار اس کا ذکر کیا کہ یہ Constitution, fundamental law of this land کا حصہ ہے اور اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا، یہ letter and spirit کے ساتھ ہے۔ میں بھی وہی کہتا ہوں کہ ہر طرف سے ایک سو ممبران کے ساتھ، نوے ممبران کے ساتھ اس ایوان میں ہر چیز پر رائے دے سکتے ہیں لیکن وہ اپوزیشن کی formation and composition کے ممبر نہیں بن سکتے اس لیے وہ اس کے اندر رائے نہیں دے سکتے۔

This is thrust of my arguments that they are not part of the Opposition. Therefore, they cannot say ‘yes’, or ‘no’.

اور یہی چیز آپ نے اپنے فیصلے کے اندر مانی ہے۔ Sir, اب Article 63(a) سے پہلے نواز شریف صاحب amendment لے کر آئے تھے تا کہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا تقدس قائم رہے۔ اس

کے اندر دراڑیں نہ پڑیں۔ وہ کیا تھا؟ کیا تھے وہ سنہری اصول جن کی پاسداری کا فرض اس ایوان کے نہیں بلکہ پارلیمنٹ کے ہر ممبر پر عائد ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں وسیم سجاد صاحب نے اور ایس ایم ظفر صاحب نے ان سارے آئینی، قوانین اور پارلیمانی روایات کو بیان کیا۔ میں اب ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا اس لیے کہ وہ اس کی کارروائی کا حصہ ہیں اور ان کے arguments میرے arguments ہیں۔ میں صرف جہاں وسیم سجاد صاحب نے، ایس ایم ظفر صاحب نے exact substance کی بات کی،وہاں وسیم سجاد صاحب نے spirit کی بھی بات کی، میں intent کی بات کروں گا کیونکہ میرے لیے intent of the framer of the Constitution, intent of the framer of statutory law بڑے important ہیں۔ ایک نے letter کی بات کی، دوسرے نے letter کے ساتھ spirit کی بات کی۔ میں letter and spirit کے ساتھ intent کی بھی بات کرتا ہوں اس لیے کہ جب بھی عدالت interpretation کرتی ہے، جب بھی آپ اس ہاؤس کے اندر ہاؤس کو چلانے کے لیے interpretation کرتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ what was the intent of framers of those rules, اس intent کے پیچھے جانا بڑا ضروری ہے۔ اسی لیے Marbury versus Madison judicial review کا جو انقلاب لے کر آئے ہیں تین سوسال پہلے، اس کی بنیاد بھی وہی تھی کہ ہمیں intent کو دیکھنا ہوگا۔ جب ہم interpretation of Constitution statute یا rule کا کریں، ,Sir اس ایوان کے اندر rule کی interpretation آپ کے ہاتھ میں ہے۔ دوسرا کوئی نہیں کرسکتا، نہ میں کرسکتا ہوں نہ کوئی اور ہمارا قابل قدر ایوان کرسکتا ہے۔ اس لیے کہ یہ اعتماد ہم نے آپ پر کیا ہے۔ You are the single entity who is authorized by the rules. ضابطہ جو بنایا ہے اس کے مطابق آپ interpretation دیں گے اور آپ کا opinion final ہوگا۔

جناب چیئرمین! یہ ایک سپریم کورٹ کا کیس ہے۔ Shahid Nabi Malik vs Chief Election Commissioner, PLD 1997, Supreme Court 49. ظاہر ہے یہ Constitution پر بھی، statute پر بھی اور rule پر بھی، جو اس ادارے کا سربراہ ہے اسی کی interpretation پر آئے گا۔

جناب چیئرمین: Relevant Head Note کونسا ہے اس کا؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جی، میں وہ دے رہا ہوں۔ میں یہ پڑھ رہا ہوں، بالکل چھوٹا سا ہے۔

جناب چیئرمین: Head Note number ہوگا، A, B, C, D کچھ ہوگا۔ آپ portion پڑھ رہے ہیں یا head note پڑھ رہے ہیں؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں صرف آدھا پیرا گراف پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں آپ اس کا پورشن پڑھ رہے ہیں؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جی پورشن پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: کونسے page پر ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب، میرے پاس تو cutting ہے۔ میں نے پورا کیس آپ کو دے دیا ہے۔

Mr. Chairman: I want to see

اگر پورشن ہے تو page number کونسا ہے۔

جناب چیئرمین: میں دیکھ لیتا ہوں، ایک منٹ، میں دیکھ لیتا ہوں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: sir, میں نے آپ کو دو فائلیں دی ہیں۔

جناب چیئرمین: میں دیکھ لیتا ہوں جناب ان دو فائلوں کے اندر۔ اگر آپ تھوڑی سی مجھے اجازت دیں تو میں ذرا دیکھ لوں۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: I am one over the petitioner.

جناب چیئرمین: اچھا، اچھا .you were the respondent No.2 میں دیکھ لیتا ہوں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اگر نہیں ہوگا تو تیسری فائل میں ہوگا، آپ کو مل جائے گا انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں، کوئی بات نہیں۔ جی، اس کے اندر نہیں ہے۔ کوئی بات نہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: یہ چھوٹا سا پیراگراف ہے۔

جناب چیئرمین: جی ہاں پڑھیے۔پہلے بتائیں کہ پیراگراف کا نمبر کیا ہے؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں نے cutting لی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ہوجائے گا ,sir ہوجائے گا۔ ویسے یہ page-49 پر ہے۔

جناب چیئرمین: یہ پیراگراف on page 49 پر ہے یا judgement on page 49.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Judgement is on page 49.

جناب چیئرمین: چلیں، آپ اس کو پڑھیں۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: While interpretation of a constitutional document, it must be read as a whole to discover that true intent of the framer.

اب الہام تو ہمارے پاس ہے نہیں، وہ intent کیسے discover کریں گے؟ ضابطے ہیں، روایات کے ضابطے ہیں۔ وہ speeches جو framer of Constitution نے یا Statute نے ان ایوانوں کے اندر کی ہیں۔ میں آپ کو دور نہیں لے کر جارہا، میں آپ کو کینیڈا نہیں لے کر جارہا، انڈیا نہیں لے کر جارہا، بہت وقت صرف ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ میں آپ کو پارلیمنٹ میں National Assembly میں نہیں لے کر جارہا۔ میں اپنے دلائل مخصوص طریقے سے، دبی آواز سے، کسی کی ذات پر کوئی بات نہیں لیکن پڑھنا میرا فرض ہے۔ میں 1997 کی 79th Session کی جو debate ہے اس کے چند اقتصابات آپ کے سامنے پڑھنا ضروری سمجھوں گا کیوں کہ جس طریقے سے ایس ایم ظفر صاحب نے کہا، جس طریقے سے وسیم سجاد صاحب نے کہا، یہی میں کہتا ہوں کہ اگر ہم illegal act کرتے ہیں

یعنی وہ act جو intent of framer کے خلاف ہے، اس ایوان میں کرنے کی اجازت دے دی، اس کرسی نے جو ایک سو ممبران کی امانت ہے تو پھر یہ ادارے نہیں چل سکتے۔ جناب! اس debate کے page 9 کے اوپر آئیں۔

'چوہدری نثار علی خان صاحب، MP defection clause کے اوپر وہ کہتے ہیں، اس بل پر پچھلے دو مہینوں سے کام ہو رہا ہے، پچھلے دس دنوں سے نہیں "we have been in touch with every political group representing both in Senate and the National Assembly". یہ سینیٹ کے اندر کہہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ اس وقت Senator تھے۔ —Almost a day ago یہ کیونکہ ایوان کا حصہ ہے ہو سکتا ہے وزیر ہوں گے۔ یہاں چونکہ ان کا عہدہ نہیں لکھا ہوا، صرف لکھا ہوا ہے چوہدری نثار علی، وہ کہتے ہیں:

"We have been in touch with every political group representing both in Senate and the National Assembly". Almost a day ago, in your presence Mr. Chairman, interacted with the Leader of the Opposition in the National Assembly myself, you were present at the lunch.

اس کے علاوہ خورشید احمد جوان کے representative ہیں ان کو ایک ہفتہ پہلے جو یہ original draft ہے ہم نے دیا، ہمارے جو allies ہیں not only the allies but quite a few groups which are not our allies like JUI, like the Pakhtunkhwa Milli Awami Party.

اب خالد انور صاحب کیا کہتے ہیں یہ page 19 ہے۔ جناب! I am just proving what is the intent of a framer. اور جب آپ کوئی چیز interpret کریں گے، یہی بات جو ایس ایم ظفر صاحب نے کہی، میں کہہ رہا ہوں کہ جناب! ایک illegal act کو، ایک illegal conduct کو جس کی rule آپ کو اجازت نہیں دیتا یہ Chair اس کو اپنی opinion کی بنا پر کبھی support نہیں کر سکتی، اس لیے کہ you are the custodian of this House, you are the custodian of law and Constitution. اب آگے دیکھیں کیا ہے۔ خالد انور صاحب, page No. 19,

> "The nation has suffered under this for many years.
> We have had unfortunate spectacle of people being

> elected under one symbol and then defecting to another party and unfortunately, during the last tenure of the Government of Peoples Party we witnessed this in the Frontier Province when Pir Sabir Shah's Government was defeated by reason of defection. Sir it raised great concern amongst the nation as a whole that the democratic process was being reduced to the level of bargaining, of horse trading with a devastating impact on the purity of the democratic system. It was commented upon; adversely by the Supreme Court which noted the fact that defection operate in such a manner that they destroy the normative moorings of the Constitution of Pakistan. In any representative form of government, if people are elected by the political sovereign that is to say the people of Pakistan subsequently change their loyalties. The result is that for all effective purpose that constituency which elected those people stands unrepresented and the member of the Assembly be it a Provincial Assembly or National Assembly in fact it is representing himself and none else. This surely is totally destructive of constitutional democracy of representative government."

جناب! میں نے بڑی احتیاط سے کچھ صفحے لیے ہیں لیکن اس کے اندر بڑی ایسی باتیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں اور نہیں کہہ سکتا ہوں۔ یہ باتیں حذف بھی نہیں کی گئی ہیں۔ اب page No. 21 پر آئیں۔

"Sir, this concept of defection for ulterior motives or material games is denounced not merely in Pakistan but we have similar law in India which also exclude the jurisdiction of a superior court.

This vice is also condemned in England where normally defectors are referred to……….”

آگے جناب! میں نہیں پڑھوں گا۔ جناب! میرا subject یہ ہے کہ جب 63 (A) کی بات بہت سے ممبران نے کی، میرے arguments یہ ہیں کہ Chair کسی ایسی چیز کو support نہیں کر سکتی جو letter, spirit and intent of Constitution کے خلاف ، پارلیمانی روایات کے خلاف ، جمہوریت کے خلاف اور اصولوں کے خلاف ہو اور یا یہ کہ جب اپنی انا کا مسئلہ آئے گا تو آپ کر سکتے ہیں لیکن باقی نہیں۔ جب عوام کی بات آئے گی، جمہوریت کی بات آئے گی ، ان ایوانوں کو چلانے کی بات آئے گی تو پھر اپنی انا کو چھوڑنا پڑے گا اور صرف ان سنہری اصولوں کو دیکھنا پڑے گا کہ کیا کوئی پارٹی defection کر سکتی ہے ، split کر سکتی ہے یا نہیں کر سکتی اور اگر نہیں کر سکتی تو یہی اس Chair سے استدعا ہے کہ جس طریقے سے آپ نے ٦ جون کو فیصلہ کیا اس فیصلے کی روشنی میں آپ ان rules کے custodian ہیں ، ان پارلیمانی روایات کے جس طریقے سے انہوں نے کہا ، وہی میرے arguments ہیں۔

جناب! مسعود کوثر اور اس کے بعد خالد انور صاحب کا چھوٹا سا پیرا ہے جسے میں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب! مسعود کوثر صاحب کہہ رہے ہیں کہ :

“My proposal is that after a certain period of time when a person independently gets elected, he has to join any political party---

یہ page No. 69 کے اوپر ہے۔

And once he joins a political party then of course, he is brought under the discipline of that political party.”

جناب! اس کے جواب میں خالد انور صاحب نے تاریخ کی بات کر دی۔

“Sir, may be I just respond very briefly, take a hypothetical case, in a constituency one Muslim Leaguer stands, one Peoples Party and one independent, the electorate rejects both the Peoples Party and the Muslim League candidates, does it make any constitutional sense to force the winning man to join the defeated party. It may complete negation of the will of the elective. It makes complete non sense of parliamentary democracy.”

ان خیالات کے بعد بہت ساری چیزیں ایسی تھیں جو میں نے قصداً چھوڑی ہیں کیوں کہ میرے وہ ممبران جو پارٹی سے split چاہتے ہیں، فورم کا حصہ بننا چاہتے ہیں اور قانونی، آئینی اور رولز کے مطابق نہیں بن سکتے، وہ میرے قریب ہیں۔ یہ ساری exercise میں نے جو کی ہے اس کا بنیادی مقصد ایک ہے۔ میرا argument ہے کہ یہ چیئر کبھی ایسے conduct کو، کسی ایسے process کو support نہیں کر سکتی جو immoral, illegal اور پارلیمانی روایات کے خلاف ہو بلکہ یہ چیئر اس spirit کو، اس intent of framer کو support کرے گی جو پارلیمانی روایات کو strengthen کرتے ہیں اور یہ جاننا کہ کونسی چیز strengthen کرتی ہے اور کون سی چیز تباہ کرتی ہے اس چیئر کے لیے اس experience کے ساتھ میں نہیں سمجھتا کہ مشکل ہو گا۔ یہی رواج اور روایات ساری عدالتوں میں ہیں اور اس کے کئی cases جو تیسری فائل آرہی ہے اس میں، میں آپ کو دوں گا کہ کس شدت اور سنجیدگی سے دنیا کی عدالتوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی ترجمانی کرنی ہے پارلیمنٹ کے اندر تو پھر اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ سیاسی جماعتوں کو نہ توڑا جائے اور اس کے لئے ضابطے ہیں کہ کس طریقے سے ایک آدمی اپنی سیاسی جماعت سے نکل کر اپنا اختیار رکھتا ہے جب وہ دوبارہ elect ہو کر آتا ہے۔ پھر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ Article 66 اس لئے لاگو نہیں ہے، جو کچھ بھی کریں لیکن اس پارلیمان کے اندر اپنی رائے Opposition benches کی طرف سے وہ نہیں دے سکتے۔ کسی موشن، کسی تحریک اور کسی resolution پر ایک سو ممبران سے جب پوچھا جائے گا تو اس وقت وہ رائے دے سکتے ہیں۔

جناب! بار بار میں سید ظفر علی شاہ صاحب کا ذکر کر رہا ہوں اس لئے کہ انہی کی تقریر میں ابھی تک پڑھ رہا ہوں۔ کیا کروں؟ انہوں نے اپنی تقریر کے اندر جو صبح انہوں نے کی تھی page 47 میں انہوں نے ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ Kaul's Practice and Procedure of the Parliament, 5th Edition صفحہ نمبر 120۔ جناب! انہوں نے کہا کہ Speaker's ruling cannot be questioned except on a substantive motion. جناب! میں نے دنیا کا حساب کتاب چھان مارا۔ یہ موشن ہے۔ موشن پورے ہاؤس سے پوچھا جائے گا، difference یہی ہے۔ یہی میں کہہ رہا ہوں کہ جب موشن ہوگا تو Chairman پورے ہاؤس سے پوچھیں گے، ایک سو ممبران سے پوچھیں گے۔ ہر موشن کے اوپر ان کی رائے لیں گے۔ Motions کی جتنی قسمیں بتائی گئی ہیں ان کے اوپر Chairman سب کی رائے لے سکتا ہے۔ یہ controversy وہ نہیں ہے۔ میں اس کو differentiate کر رہا ہوں۔ یہاں بات صرف اپوزیشن کی formation and

پر ہے اور جب وہ سامنے نظر آ گئی تو پھر وہ وہاں سے اس کے اوپر رائے نہیں دے composition سکتے۔ یہی بڑی controversy ہے۔ اس لئے میں نے جو آپ کو papers اور documents دیئے ہیں ان کے مطابق موشن کی میں پہلے تعریف کر دوں۔ یہ ہے Practice and Procedure of the Parliament with particular reference to Lok Sabha. جناب! یہ وہی ہے۔ اس میں chapter 26 پر motions کے بارے میں دیا ہوا ہے۔ "The term motion in its widened sense means any proposal submitted to the House for eliciting a decision of the House." پھر میں نے Black's Dictionary دیکھی۔

جناب چیئرمین: ہمارے rules میں بھی described ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! ہے۔ آپ نے اس دن پڑھا تھا وہ صحیح ہے۔

Mr. Chairman: Motion is described. We don't have to go anywhere else. Motion means a proposal made by a member including every Minister....

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اس کے اندر جو ہے میں اب اس کی طرف آ رہا ہوں page No. 695 پر۔ میں نے اس کے pages آپ کو دیئے ہیں۔ Substantive motion کی بھی تعریف ہے۔

"A substantive motion is a self-contained independent proposal submitted for the approval of the House."

یہاں ہاؤس کی بات ہی نہیں ہو رہی ہے۔ یہاں صرف ایک دھڑے یعنی اپوزیشن کے benches کی بات ہو رہی ہے۔ اس لئے میرا یہ خیال ہے کہ ان کے arguments معافی سے کہتا ہوں کہ بجا نہیں اور جائز نہیں اس لئے کہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے کہ Chairman کی ruling کسی بھی حیثیت میں final ہے۔ جناب! انتہائی احترام کے ساتھ جناب پروفیسر خورشید صاحب نے بھی یہ کہا اور "بالعموم" کا لفظ استعمال کیا ہے انہوں نے اپنی تقریر میں کہ چیئرمین کی ruling کو مانا جاتا ہے جب تک اس کے اندر سقم نہ ہو اور اس کے اندر انہوں نے بتایا ہے باقاعدہ طور پر سقم کے لئے ایک لفظ ہے *mala fide*. جناب! جو قانون میں نے پڑھا ہے۔ قانون مجھے یہ بتا رہا ہے کہ جب Chair کے سامنے سقم کی بات کی جائے، *mala fide* کی بات کی جائے تو پھر prove کیا جائے، کوئی ایسی چیز prove نہیں کی

گئی before the Chair of mala fide intent.جس کے لئے میں اپنی دلیل دے سکوں۔ اسی لئے میرے arguments کا آخری حصہ ابھی نہیں آیا ہے۔ اپنے arguments کے آخری حصے کے لئے میں نے issues frame کئے ہیں۔ میرے issues میں تین، چار، پانچ اور چھ اسی چیز کو highlight کرتے ہیں کہ the ruling once given, the opinion once framed, the opinion once formed by the Chair is final. یہ میں نے آپ کو دیے ہیں اس کے اندر لیکن وہ میرا آخری argument ہوگا، ابھی میں اس جگہ پر نہیں پہنچا ہوں۔ جناب! میں پھر شاہ صاحب سے معافی چاہتا ہوں کیونکہ میں ان کی تقریر کا حوالہ دے رہا ہوں۔ Page 36 پر انہوں نے دوسرے قانون کا ذکر کیا ہے۔ The salary and allowances of Leader of Opposition, the Parliament Act, 1977. جناب! یہ نوٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ شاہ صاحب نے 16 جون کو page 36 کے اوپر اس کا حوالہ دیا ہے۔ جناب! اس کی ایک کاپی میں نے آپ کو دی ہے۔ اس میں جو Leader of the Opposition کی definition کی گئی ہے وہ میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

"The Leader of the Opposition in relation to either House of the Parliament means that a member of Council of State or the House of the people, as the case may be, who is for the time being, the Leader in that House of the party in Opposition to the Government having the largest numerical strength and recognized as such by the Chairman of the Council of State or the Speaker of the House of the people, as the case may be."

بڑے مزے کی بات ہے کہ باقاعدہ طور پر اس ایکٹ کے اندر اس کی explanation ہے تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔ آپ ڈھونڈ رہے ہیں تو میں رک جاؤں۔ یہ 1977 کا ہے۔ مجھے ایک پورا table بنانا چاہیے تھا لیکن معافی چاہتا ہوں کہ جونیئر کوئی تھا نہیں۔ اب مجھے احساس ہوا کہ مجھے table بنا کر دینا چاہیے۔ جناب! explanation کو ذرا سن لیں گے۔

جناب چیئرمین: ہاں، ذرا بتا دیجیے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! کینیڈا کا دیکھ لیں۔ انڈیا کا تو خیر میں پڑھ رہا ہوں۔ آپ کینیڈا کا دیکھ لیں اور آسٹریلیا کا دیکھ لیں۔ کئی اور ملکوں کے ہیں، بلکہ exactly وہی ہیں۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں definition پھر پڑھوں؟

جناب چیئرمین: یہ کس کی definition ہے؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! یہ ہے Parliament Act, 1977, the salary and allowances of Leader of Opposition, the Parliament Act, 1977 جو شاہ صاحب نے refer کیا ہے۔ میں اس کو اپنے arguments میں بھی آپ کے سامنے refer کروں گا۔

Basically Shah sahib has showed himself on the foot.

اس argument پر میں آرہا ہوں۔ Definition یہ ہے کہ "in this act Leader of the Opposition in relation to either House of the Parliament means, a member of the House of the people or the Council of State, as the case may be, who is for the time being the leader in that House of party in Opposition to the Government have greatest numerical strength and recognized as such by Chairman of the Council or the Speaker of the House of the people, as the case may be."

اب اس کی explanation سن لیں۔

جناب چیئرمین: یہ جو آپ پڑھ رہے ہیں یہ انڈیا کا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: انڈیا کا ہے۔

Mr. Chairman: Not Pakistan.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: Not Pakistan. انہوں نے refer کیا ہے، میں اس چیز پر ہوں۔ جناب والا! اسی کے اندر، اسی قانون میں explanation دے رہے ہیں کہ "where there are two or more parties in the Opposition to the Government, in the Council of State or the House of people having same

numerical strength"، یہ بتا رہا ہے کہ خدانخواستہ دو پارٹیاں ہوں اور دونوں کی numerical strength بھی وہی ہو، دو ہوں یا تین، مثال کے طور پر اگر تین پارٹیاں ہیں اور دس دس ممبران equal strength کے ہو جاتے ہیں تو the Chairman of the Council of the State or the Speaker of the House, as the case may be, shall, having regard to the status of party," پھر بھی آپ کی رائے مقدم ہے، تین اگر برابر ہیں تو پھر بھی آپ کی رائے مقدم ہے، اگر دس برابر ہیں تو پھر بھی آپ کی رائے مقدم ہے۔ یہ اپوزیشن لیڈر کے بارے میں کہہ رہے ہیں، اپوزیشن پارٹیوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ بندوں کو گنا کرتے ہیں تولہ نہیں کرتے ان کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ کونسے بندوں کو گنا جائے گا، کس وقت گنا جائے گا، کس قطار کے اندر گنا جائے، اسی کے بارے میں ہے۔ Having regard to the status of party recognized any one of the leaders, any one اگر تین برابر ہیں، چار برابر ہیں تب بھی آپ ایک کو Leader of Opposition قرار دے سکتے ہیں۔ That is your prerogative, that is your inherent power, that is your residuary power.

جناب والا! آگے کیا کہہ رہا ہے۔ یہ بہت اہم ہیں اور یہ فقرہ بھی آپ اپنی فائل میں لکھ لیں۔

"As the Leader of the Opposition for the purpose of this section and such recognition shall be final and conclusive" یہ انڈیا کا قانون کہہ رہا ہے، اس ایکٹ میں، اس definition کے ساتھ، اس explanation کے ساتھ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم پارلیمانی روایات، اس region کی follow کرتے ہیں تو پھر جو اختیارات اس Chair کو دیے گئے ہیں وہ ایسے ہی نہیں ہیں۔ Out of the blue نہیں دیے گئے۔ اس کے پیچھے ایک پوری legislative history ہے، democratic and parliamentary norms ہیں۔

جناب والا! اسی طرح جیسے میں نے پہلے کہا کہ پروفیسر خورشید صاحب نے جو مختلف classifications کی ہیں، ان میں groups ہیں، mergers ہیں، recognitions ہیں، detached and unattached ہیں۔ میرے خیال میں ایس ایم ظفر صاحب نے جو arguments کئے ہیں میں ان کو دوبارہ وقت کی کمی کے باعث دہرانا نہیں چاہ رہا۔

جو پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا کہ independent یہ ایک novel چیز ہے جو مجھے کہیں نہیں ملی، میں نے ان سے سنا اور پھر میں ان کے پاس privately گیا، میں نے اس کی تصدیق ان سے کروائی کہ کیا میں نے یہ جائز سنا ہے یا نہیں، ٹھیک سنا ہے یا نہیں کیونکہ مجھے اپنے کانوں پر اعتبار نہیں آرہا تھا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اگر ایک independent کسی پارٹی کو join کر سکتا ہے، شاہ صاحب نے جس طرح فرمایا کہ اس کے شکنجے میں آگیا تو انہوں نے بھی یہ کہا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس کا ہو گیا۔ جس نے کوئی پارٹی join نہیں کی، یہ ان کے arguments تھے، وہ پھر نہ اپوزیشن کا ہے اور نہ وہ Treasury کا ہے۔ Sir, this concept is quite novel to me. The great respect and humility each one of us has for Prof. Khurshid, I have to believe it, this can be an academic discussion لیکن آئین، قانون، پارلیمانی روایات، norms, traditions, rules کے اندر کم از کم مجھے کہیں یہ نظر نہیں آرہا کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی آزاد ممبر، اور انہوں نے مجھے اس کی کوئی authority نہیں بتائی، کوئی ایسا precedent نہیں بتایا، کسی ملک کا بھی، کم از کم پاکستان کا یا انڈیا کا جس میں کوئی آزاد ممبر، میرا یہ خیال ہے کہ آپ جس طریقے سے judicial notice کے ذریعے، ان کے اپنے علم میں ہوتا ہے، آپ سے میں یہ گزارش کر سکتا ہوں کہ اس پوائنٹ پر آپ judicial notice لیں، وہ وہی ہے کہ آپ کے علم میں کیا ہے اس سے آپ opinion form کر سکتے ہیں، جتنی تاریخ میں نے پڑھی ہے کسی ملک میں خاص طور پر جن کی ہم پیروی کر رہے ہیں، انڈیا کی، اس region میں ان سے مجھے کم از کم یہ نہیں ہے کہ جب ایک independent, independent رہتا ہے، کیونکہ مجھے کہیں پر قدغن نہیں ملی وہاں پر، ان کا اپنا prerogative ہے کہ تین دن میں اگر وہ پارٹی join کر لے تو وہ پارٹی کے ہو گئے۔

Mr. Chairman: Some people are having a good time.

(مداخلت)

Mr. Chairman: May I request the members to go and sit on their own seats and listen the arguments. May I request the members

کہ اپنی اپنی سیٹوں پر چلے جائیں۔ سیمیں صاحبہ آپ بھی۔ طارق صاحب آپ اپنی seat پر ہیں؟ جو اپنی اپنی seats پر نہیں ہیں وہ اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔ عباس صاحب آپ بھی اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اصل میں گفت و شنید کم ہو جائے۔ سواتی صاحب! please continue رکھیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! آپ کی اجازت کے بغیر میں تھوڑا سا پانی لایا تھا، کیا میں تھوڑا سا sip کر لوں؟

جناب چیئرمین: آپ کر لیجیئے۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر کے لیے break کر لی جائے۔ مجھے لگتا ہے کہ ممبر بے چین ہو رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: پانچ بجے کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: پانچ سے ساڑھے پانچ بجے تک کر لیں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: سوا پانچ بجے نماز ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: سوا پانچ بجے کر لیں گے، پونے چھ بجے تک۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین! آپ نے rules کو تو suspend کیا ہی نہیں ہے۔ آج جو Orders of the Day ہمیں ملا ہے وہ آپ نے suspend ہی نہیں کیا اور ایک اور موضوع پر صبح سے بات ہو رہی ہے۔ یہ ساری کارروائی غیر قانونی ہے یہ expunge کی جائے اور ان سے کہیں کہ پھر سے شروع کریں۔

(مداخلت)

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: Unless the Orders of the Day is suspended as per the Constitution, there cannot be any ogther discussion. The Orders of the Day was never suspended, sir.

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! اب آپ بھی روشنی ڈالیے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سب کو expunge کرکے پھر سے شروع کیا جائے۔

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: Whatever Azam Swati sahib has said should be expunged timely and he should start from the first word again.

Mr. Chairman: Sardar sahib, thank you.

ہم سوا پانچ بجے وقفہ کریں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: یہ میرا چھوٹا بھائی ہے۔ میں نے ایک گزارش کی تھی شروع میں جسٹس گنز برگ کی اور ساتھ آپ سے کہا تھا کہ لگتا ایسا ہے کہ جب ڈار صاحب اپنے دلائل کو ختم کریں گے تو سوائے چند lieutenants کے کوئی نہیں رہے گا۔ ان کے تیور بتا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، سوا پانچ بجے، we will adjourn پونے چھ بجے تک۔ پونے چھ بجے sharp start کر دیں گے۔ سواتی صاحب! آگے چلیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! میں ایک citation دے رہا ہوں۔ PLD 1994 Supreme Court page 738. Again in Pir Sabir Shah vs Federation of Pakistan. "In the absence of particular and detail of *mala fide* and conspiracy and the evidence, *prima facie* supporting allegation cannot be called upon the party against whom these allegations are made to produce evidence and rebuttal of these evidence." تو میرا point یہ تھا کہ جب تک کوئی ایسی authority or evidence پیش نہیں کی جاتی، میں اس کو Chair کی طرف سے rebuttal نہیں کر سکتا۔

Mr. Chairman: OK. Let us proceed further.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! اس کے علاوہ ایک اور point اس ایوان میں سیٹوں کے متعلق آیا ہے۔ .Seating of members اس پر جناب ایس ایم ظفر صاحب نے بھی بڑی تفصیلی بات کی ہے۔ یہ تفصیلی بات کئی صفحات پر مشتمل ایک کتاب ہے Kaul and Shaqdar edition میرے پاس نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Kaul کی کتاب تھی۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Practice and Procedure of the Parliament page 398.

اس کو پڑھنا ضروری سمجھتا ہوں یہ seating arrangements کے متعلق ہے کہ Chair اگر کسی کو seating arrangement دے دیتی ہے تو کیا اس سے اس کے کوئی privilege, اس کا کوئی right trigger ہوتا ہے، invoke ہوتا ہے، کل وہ کہہ سکتا ہے کہ Chair نے سابقہ proceeding میں، جن کا حوالہ میں نے دیا ہے، ruling اس پر already دے چکے ہیں کہ آپ کی intent کیا تھی۔ پھر بھی میں parliamentary practice کے ذریعے ثابت کر رہا ہوں کہ

seating arrangement itself does not create any right, any privilege of a member in the House. On page 398, as far as the seating of the members are concerned it is well recognized parliamentary practice. If member sits in the House in such an order as it is determined by the Speaker.

دوسری میں citation دے رہا ہوں۔ Book written by Subhash C Kashya,

second edition page 60 یہ آپ خود دیکھ لیں گے۔

جناب والا! Chair پر ایک اور objection raise کیا گیا by the honourable Prof. Ibrahim sahib. Who protested, why Chairman was in such a hurry in the appointment of Leader of the Opposition? جناب والا! سینیٹ کی ڈبیٹ صفحہ ٦ یہ تین جون کی ہے، میں دو معزز ممبران کی تین جون کو صفحہ ٦ پر بات ہوئی ہے، وہ بات اس کارروائی کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔

> "سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق، جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں - میرے خیال میں یہ پہلا موقع ہو گا کہ بجٹ یہاں House میں lay ہوا لیکن Leader of the Opposition کا تعین آپ نے نہیں کیا اور سب سے پہلا جو reaction ہوتا ہے، جو تقریر کرنی ہوتی ہے وہ Leader of the Opposition کو کرنی ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی خامی ہے، یہ ایک ایسا خلا ہے جس کو اس اجلاس سے پہلے پر کرنا چاہیے تھا لیکن وہ آج تک نہیں ہوا اس کے ساتھ۔

جناب چیئرمین، اس میں کچھ وجوہات تھیں۔ جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب والا، یہ مسئلہ خاصا اہم ہے اور ایوان کو کبھی بھی Leader of the Opposition کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو ایک مہینہ ہونے کو جا رہا ہے اس لیے کہ دو مئی کو غالباً ہمارے (ق) کے لوگ ہٹے ہیں اور یہ جگہ خالی ہوئی ہے اس کے بعد میرے علم کے مطابق آپ کو باقاعدہ written request بھی گئی ہے تو اس میں delay نہیں ہونی چاہیے۔"

اس کی وضاحت نیر بخاری صاحب نے بعد میں کی جو لمبی بحث ہے۔ I think that it was quite pertinent, just and fair, after hearing this argument on the 3rd of June, you were pleased enough to announce your opinion. یہ اس کا background ہے جس کے لیے میں چاہتا تھا کہ ان کے arguments جو انہی کی طرف سے آرہے ہیں، چیئر سے request کی جا رہی ہے، press کیا جا رہا ہے کہ آپ فوری طور پر Leader of Opposition کو تعینات کریں۔ اس لیے میرا یہ خیال ہے کہ اس argument میں بھی اتنا وزن نہیں ہے اور جو فیصلہ آپ نے کیا ہے وہ بالکل صحیح کیا ہے۔

جناب والا! اب میں زیادہ وقت اس بات پر صرف کروں گا کہ چیئرمین کی اتھارٹی، اس کی power اس کی ruling اس کی opinion قانونی، اخلاقی، established precedents کے لحاظ سے، جیسے میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ ہمارے کچھ ممبران، قابل قدر ممبران، اب بھی موجود ہیں جو اس کارروائی کا حصہ تھے، وہ precedents انہوں نے بنائے ہیں۔ آج جو precedents ہم بنائیں گے، ہمارے جو successors ہیں وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ جو precedents انہوں نے اس وقت بنائے تھے ان سے آج ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن اپنے بنائے ہوئے اصول، اپنی بنائی ہوئی ruling میں معاونت اگر آج اس کو انکار کر کے صرف اپنی انا کا مسئلہ بنائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے نہ تاریخ سے، نہ اس ایوان سے، نہ اس Chair سے، نہ مجھ سے کوئی اچھا سلوک کیا ہے۔ جناب والا! we cannot and we should not define rule according to the own wishes and whims. We cannot ..... اور انہی procedures کے مطابق ہمیں آگے چلنا ہے جس طریقے سے میں نے ثابت کیا کہ اس کی formation میں کون لوگ شامل ہو سکتے ہیں اسی طریقے سے یہ بڑا pertinent ہے کہ جب ruling آجائے، جب opinion form ہو جائے تو اس کو کبھی تبدیل نہیں

کیا جاسکتا۔ جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس سے بھی زیادہ مسائل ایوان میں پیش ہوئے ہیں لیکن کبھی Chair کی ruling کو بلکہ یہ stalwarts جو ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، جو ہماری تاریخ اور اس ایوان کی زینت ہیں، انہوں نے ہمیشہ Chair کو support کیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آج ان کے رخ کس طرف ہو گئے۔ یہ stalwarts ہماری عزت ہیں۔ ان کی opinion کی ہم قدر کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ وہ light ہیں، جس کے پیچھے ایک شمع ہے، جو ہمیں اندھیرے میں راستہ دکھاتی ہے۔

جناب! جس طرح میں نے کہا تھا، میں پھر اس کو repeat کروں گا کیونکہ یہ بڑا اہم ہے کہ Article 2, sub-clause 1 یہ نیشنل اسمبلی کے Rules of Procedure and Conduct of Business 2007 ہیں۔ اس کی definition سن لیں ۔ جناب!

"Leader of the Opposition means a member who is in the opinion of the Speaker for the time being in the leader of majority, among the members in the Opposition." کسی پارٹی کا ذکر نہیں، گروپوں کا کوئی ذکر نہیں، detached, unattached نام کی کوئی چیز نہیں۔ صرف "members" ہے، ایم ایم اے کے ۶۸ اراکین اور جناب امین فہیم صاحب کے پاس ۹۷ اراکین تھے لیکن سپیکر چوہدری امیر حسین نے اپنی discretion، اپنی opinion کس بات پر firm کی، اسی بات پر، جس پر آپ نے کہا کہ "the single majority political party in the Opposition." Single majority party is JUI. It was JUI that was in National Assembly in 2004 as it is today in 2011 in Senate. اب جے یو آئی کی تعداد دس ہے۔ پی ایم ایل (این) کے سات ممبران ہیں۔ اس لیے ہر لحاظ سے آپ کی اپنی opinion اس interpretation کے مطابق بالکل درست ہے کیونکہ جے یو آئی کے دس ممبران ہیں۔ وہ اکثریتی پارٹی ہے۔ اس کو ہر لحاظ سے اپوزیشن لیڈر کا حق ہے۔ آپ کا فیصلہ just, candid and fair ہے اور اب جو فیصلہ آئے گا، وہ بھی substantial justice کی، پارلیمانی روایات کی، اس پارلیمنٹ کے نام کی، اس کی tradition کی عکاسی کرے گا انشاء اللہ۔

جناب! میں ایک بہت بڑے سکالر، اس کا نام Tierney ہے، اس کے exact words سنانا چاہتا ہوں۔ "The duty of Opposition is to propose nothings, to

oppose everything and to turn out the Government" ۔ یہ فرسودہ خیالات اپنی موت آپ مر چکے ہیں۔ اپوزیشن کا یہ کام نہیں ہے۔ اپوزیشن کا کام یہ ہے کہ وہ system میں رہے اور یہ حکومت اور تمام اداروں پر oversight ہے ۔ انہیں legislation میں حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے یہ دیکھنا ہے کہ وہ اپنی constituency کو ، اپنے ملک کو اور صوبوں کو کس طریقے سے چلائیں گے۔ ان کے حقوق کی حفاظت کس طرح کریں گے۔ وہ خیالات جو اس سکالر نے کسی وقت پیش کیے تھے، وہ ہمیشہ کے لیے دفع ہو چکے ہیں۔ آج اکیسویں صدی کی نئی روایات آرہی ہیں، جس میں آپ نے دیکھا کہ مغربی ممالک میں loyal Opposition کہا جاتا ہے۔ His majesty's یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ اس لیے کیے جاتے ہیں کہ وہ سارے نظام کی انتہائی بنیادی اکائی ہے اور جس وقت آپ ان کے کردار کو مسخ کریں گے، اس کردار کو ہٹائیں گے، اس میں تفریق پیدا کریں گے، then we would not be able to swim or sink together. We have to swim and sink together because this is our salvation and the salvation is in the unity. میں اس Chair سے قطعاً یہ توقع نہیں کر سکتا۔

Mr. Chairman: Right, now you come to the next point please.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! جسارت کروں گا، آپ پر انگلی نہیں اٹھا رہا۔ یہ selection ہے، یہ election نہیں ہے۔ مجھے Chair سے بھی شکایت ہے اور میں بطور ممبر حق بجانب ہوں کہ آپ نے یہ سارا process جو شروع کیا ہے، یہ خود آپ کی Chair کی روایات کی خلاف ورزی ہے۔ کبھی آج تک ایسا نہیں ہوا۔ ۱۹۷۳ء سے لے کر آج تک the heaven would not have fallen, if my other honourable members would have accepted the opinion. This is the norm and decorum of this House. Heaven would not have fallen اس سے بھی زیادہ سنگین مسائل آپ کو سناؤں گا کہ آپ حیران رہ جائیں گے اور ماشآء اللہ آپ نے پڑھے بھی ہوں گے لیکن میں آپ کی یادداشت کو تازہ کروں گا۔ Stalwarts کی یادداشت کو انشاء اللہ تعالیٰ تازہ کروں گا، جو ان کے اپنے precedents ہیں، اس سے بھی زیادہ نازک مسائل پر انہوں نے Chair کا ساتھ دیا ہے۔ Opinion کو honour کیا ہے لیکن میں آپ سے یہ شکایت کرتا ہوں کہ اس process کو جو آپ نے substantial justice

کہا ہے ، میرا یہ خیال ہے کہ اس کو نہیں ہونا چاہیے۔ یہ میری personal رائے ہے۔ اس لیے کہ opinion once given cannot be taken back. Ruling once given cannot be taken back. میں نے یہ آپ سے سیکھا ہے جناب! یہ جو اڑھائی سال میں نے آپ کے ساتھ گزارے ہیں، آپ نے بار بار، جب میں نے اٹھنے کی کوشش کی ہے، وہاں سے وزیر کی حیثیت سے تو آپ نے مجھے بٹھایا ہے کہ ruling آ گئی۔ آپ وزیر ہیں۔ آپ نہیں اٹھ سکتے۔ آپ نے کئی ممبران کو، جن کی آپ بڑی قدر کرتے ہیں، بٹھایا ہے۔ آپ نے قائد ایوان کو بٹھایا ہے۔ رضا ربانی صاحب کو بٹھایا ہے۔ اسحاق ڈار صاحب کو بٹھایا ہے۔ یہ شخصیات میرے لیے بڑی قابل قدر ہیں۔ آپ نے پروفیسر خورشید صاحب کو بٹھایا ہے۔ مندوخیل صاحب کو بٹھایا ہے۔ سلیم سیف اللہ خان کو بٹھایا ہے۔ طارق عظیم صاحب کو میرے سامنے بٹھایا ہے۔ کئی دفعہ چٹھہ صاحب کو بٹھایا ہے۔ یہ کبھی ناراض نہیں ہوئے لیکن آج آپ نے ایک اس process کو شروع کر کے، میرا گلہ جناب بجا ہے، میرا ذاتی گلہ ہے۔ اس لیے کہ آپ نے اپنے order سے مجھے بٹھایا اور میں اس Chair کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے، حالانکہ میں رشتے کی بات کروں تو ہم ایک desk پر دو سال تک سندھ مسلم کالج میں رہے ہیں اور پھر ان دوستوں میں آزادی ہوتی ہے لیکن Chair سب کے لیے یکساں ہے۔ You have treated everybody as colleague. You are very detached and impartial in your judgment, ruling and opinion. Once you form the opinion, you declare it, announce it, my humble submission is you cannot take it back.

Mr. Chairman: Your next point.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! دیکھیں UK میں about the Statutory Leader of the Opposition from 1937 کیا ہے Section 10, Clause (1)

جناب چیئرمین: یہ کس چیز کا section ہے؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! یہ Statutory Leader of the Opposition from 1937 ہے۔ جناب! دیکھیے UK میں Leader of the Opposition کی definition کیا ہے۔ "Leader of the Opposition means that member of the House of Commons, who is for the time being the leader in that

House, of the party in Opposition to his majesty's government, having the greatest numerical strength in that House”. میں اس کو پھر پڑھوں گا۔ جیسے کہ آپ نے کہا کہ قانون اور rule کو جتنی مرتبہ پڑھیں، دماغ کھلتا جاتا ہے۔ “Leader of the Opposition means that member of the House of Commons, who is for the time being the leader in that House, of the party in Opposition to his majesty's Government, having the greatest numerical strength in that House." اگر ہمارے ہاں پارٹی کا لفظ نہیں ہے تو spirit وہی ہے، intent of the framer بھی وہی ہے اور میں نے آپ کو precedent بھی بتایا ہے۔ زیادہ دور نہیں، 2004 میں آپ کی طرح دوسرے ایوان میں Chair نے کیا کیا؟ اس کے علاوہ آپ کو کہیں اور کوئی ruling, precedent نہیں ملے گا، اس لیے you have something at least to follow حالانکہ میں جتنے بھی factual arguments کر رہا ہوں، ان کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا opinion form کرنے کا طریقہ ان ساری factual چیزوں سے بالا تر ہے because you are a detached, impartial judge of this particular House. You are the custodian of our norms, traditions and precedents, what we have established in the past and what we are going to establish today.

جناب! اب میں Canada کا بتاتا ہوں۔ اس کی heading ہے “The Leader of the Opposition in Canada”. The leader of her majesty's loyal Opposition, are simply the Leader of the Opposition, or simply the Leader of Opposition in Canada is the member of parliament in the Canadian House of Commons who leads her majesty's loyal Opposition, the party in the parliament that has the most seats in Opposition to the Government party. جناب! میں آپ کی توجہ پھر اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس Chair کا اتنا decorum ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے clear کر دیا، اب اگلے point پر آجائیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں ایک اور چیز پر emphasize کر رہا ہوں۔
میرے پاس Practice and Procedure of Parliament with particular
reference to Lok Sabha ہے۔ اس کا page No. 57 ہے۔

جناب چیئرمین: یہ Kaul کی کتاب ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جی، جناب، ہم جن لوگوں کی پارلیمانی روایات کی
پیروی کر رہے ہیں، if any question arises as to whether a member of a
یہ بڑا اہم ہے کہ ایک ممبر کی House has become subject to disqualification,
disqualification کی بات ہو رہی ہے۔ The question shall be referred to the
Chairman or as the case may be, the Speaker of such House and
his decision shall be final. یہاں تو وہ بات ہے ہی نہیں۔

Mr. Chairman: Article 63 is different from this.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اتنی power اس Chair کو کیوں
دی گئی ہے؟ اگر یہ نہ ہوتا تو اس وقت یہ جو split ہے، اگر ہم اسی وقت put down کرتے کہ the
Chairman has already announced his opinion, things would have
been finished کوئی vacuum نہ ہوتا۔ Dichotomy یہ ہے کہ ہم نے اس process کو شروع
کیا ہے حالانکہ ہمارا پڑوسی، جس کی پارلیمانی، جمہوری روایات کی ہم پیروی کر رہے ہیں، وہ کہہ رہا ہے کہ
اگر کسی کو disqualify بھی کر دیا جائے تو بھی سپیکر اور چیئرمین سینیٹ کی ruling and opinion
final ہے۔ اگر اتنی بڑی power دی ہے تو اس کے پیچھے پارلیمانی روایات اور precedents ہیں۔
یہاں تک کہ ایک ممبر اور اس کی constituency کے سارے حقوق بھی اس Chair کو دے دیے گئے
ہیں۔ The power of decision would be, not with the Treasury, the
Opposition, the Leader of the House or any Minister, even the
Prime Minister who enjoys the biggest power and not even the
President of Pakistan. Power is given to you even for the
disqualification. میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر اس Chair کی کوئی inherent power بھی
ہو سکتی ہے۔ کاش ہم یہ process open نہ کرتے۔ جناب! میں پھر کہوں گا کہ explicit rules

نہیں ہیں۔ جہاں پر explicit rules نہ ہوں، وہاں آپ کی residuary or inherent powers آ جاتی ہیں۔ Article 237, 177 اور بھی بہت سے rules ہیں، آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ وہ آپ کو trigger کرتے ہیں اور power دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ disqualification کے سلسلے میں بھی Chair کی ruling کو مانا جاتا ہے۔

میں اب سینیٹ کی 9th July, 1988 کی debate pages 7 to 10 اور 10th July, 1998 pages 90 to 108 پر لے جاتا ہوں۔ جناب! تھوڑے سے facts بتا دوں تا کہ آپ کو نہیں تو کم از کم مجھے احساس ہو کہ کتنا بڑا precedent ہے اور اس کو کس طریقے سے حل کیا گیا۔ 09 جولائی 1988 کو سینیٹر محمد طارق چوہدری نے point of order پر اٹھ کر پوچھا کہ اس ایوان میں Leader of the House نہیں ہے۔ ہم نے ماضی میں خاص طور پر رضا ربانی صاحب کے وقت میں دیکھا ہے کہ for a long period Leader of the Opposition نہیں ہے اور آپ نے جو فیصلہ کیا، میرے خیال میں آپ نے دو stalwarts ممبران سینیٹ کی تقاریر کے بعد فیصلہ دیا۔ جناب! اس وقت Leader of the House نہیں ہے اور Leader of the House اس لیے نہیں ہے کہ Prime Minister نہیں ہے، Assembly dissolve ہو گئی ہے اور سینیٹ قائم ہے، اس کو کیسے حل کیا، کیا precedent ہے۔ جناب! precedent یہ ہے کہ جب Chairman اور ایوان کے ممبران نے دیکھا کہ کوئی rule نہیں ہے تو Chair سے پوچھا، Chair نے کہا کہ آپ خود elect کر لیں۔ میرے خیال میں اس میں رضا ربانی بھی تھے sir, Leader of the House was appointed by whom, by the members of the Senate کوئی rule نہیں تھا، rule یہ کہہ رہا ہے کہ Leader of the House کو Prime Minister appoint کرے گا جیسے اب ہمارا ہے، دوسرا کوئی نہیں کر سکتا، rule یہ کہہ رہا ہے۔ نہ Opposition اور نہ Treasury Benches نے کوئی اعتراض کیا، اس لیے کہ اس ایوان کا تقدس قائم تھا، Chair نے اپنی ruling دے دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر انہوں نے کسی بات کو انا کا مسئلہ نہیں بنایا کہ Leader of the House was supposed to be selected by the Prime Minister, National Assembly was dissolved, there was no Prime Minister at all who could have selected Leader of the House but what the Chair decided that in the presence of a rule under those circumstances,

انہوں نے حالات کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ لوگ اس rule کے خلاف جو written rule ہے، آپ اپنا leader چن لو تو اسلم خٹک صاحب کو leader چنا گیا اور Chair کی ruling کو honour کیا گیا۔ I think, this is the extreme میرے ہزاروں cases ہیں لیکن this was the extreme case.

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، what is the next point?

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! دوسرا point یہ ہے کہ rule کی interpretation کا اختیار کس کو ہے۔ جناب! وقت بچ جائے گا، میں نے جو کہا ہے کہ 9th July, 1988 pages 7 to 10 اور 10th July, 1988 pages 90 to 108 میں نے یہ آپ کے reference کے لیے بتایا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے note کر لیا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: مجھے کچھ اختصار کرنا پڑے گا، مجھے نظر آرہا ہے---

جناب چیئرمین: اب آپ کتنا time اور لیں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! نماز کے بعد آجاؤں گا اور کوشش کروں گا کہ آج ختم کر لوں۔

جناب چیئرمین: آپ کوشش کر کے مغرب تک ختم کر لیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! کوشش کروں گا، اگر کچھ رہ جاتا ہے تو جب اس کا rebuttal آئے گا تو اس میں بات کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: اس میں کر لیجیئے گا، سات بج کر 26 minutes پر مغرب کی اذان ہوتی ہے، we meet sharp at quarter to six.

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: اگر سواتی صاحب کو time چاہیے تو ان کو اور time دیں۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب کی بات صحیح ہے، یہی agree ہوا تھا کہ نئے points ہوں گے۔ ہم مغرب کے بعد بیٹھ جائیں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: نہیں، نہیں جناب! new points ہوں گے۔

جناب چیئرمین: اگر ضرورت پڑی تو مغرب کے بعد بیٹھ جائیں گے، we will sit after مغرب، مغرب کے بعد بھی بیٹھ جائیں گے، ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! آپ مغرب کے بعد کریں گے۔

Mr. Chairman: I will be here at sharp 5.45 p.m, the House is adjourned to meet again at quarter to six, we will resume at quarter to six, right up till *Maghrib.*

[The House was then adjourned to meet again at 5.45 p.m. the same day.]

(وقفے کے بعد ایوان کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب فاروق حامد نائیک) دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: السلام علیکم

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! میں نے کافی کچھ کاٹ دیا ہے، لوگ تنگ ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

(Pause)

جناب چیئرمین: اگر عدالت ہوتی تو آواز لگوا دیتے۔ جی سواتی صاحب! بسم اللہ کیجیے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chairman. I think everybody has starred and our lieutenants have already gone, even the Leader of the Opposition is also missing. I think he must be taking a nap.

میرے جو باقی JUI کے افراد ہیں وہ میرے خیال میں حج کے season سے پہلے حج کرنے چلے گئے ہیں۔ جناب میں یہ عرض کر رہا تھا۔

There was a time not once but many……. Due to the time constraint I am not able to even quote or cite all those cases because that will be quite unjust. So, I have to only rely upon few of the cases which are very very different. So, you would have a good selection of those precedents right in front of you when you revisit your opinion, you revisit your ruling. Not only it is the prerogative, complete discretion of the Chair to interpret rule but also the article of the Constitution. It is very very important sir.

Even if a controversy arises regarding the article of Constitution, Chair is the only authority in the House. It is the decorum, it is the norm, it is the prestige of this institution for the smooth running, we have to only look up to one person and that is the Chair. What happened in Senate debate of 6th July, 1986, pages 145 to152.

Mr. Chairman: Is it 6th July, 1986 ?

Senator Muhammad Azam Khan Swati: I am sorry, pages 145 to 152. Sir, under Article 179 at that time of the Constitution.

اسی point پر میں آرہا ہوں کہ not only the rules but if any controversy arises

with regard to--- اور یہ پتا نہیں ہے جناب! کہ یہ پرانا ہوگا یا نیا ہوگا۔

Mr. Chairman: Every Article has not been amended.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا، اس آرٹیکل کے تحت ہمارے بڑے ہی قریبی دوست سلیم سیف اللہ خان نے یحییٰ بختیار صاحب کو as Attorney General challenge کیا اور plea یہ لی کہ جس طریقے سے سپریم کورٹ کے جج کی عمر کی حد ۶۵ سال ہے چونکہ یحییٰ بختیار صاحب ۶۵ سال سے اوپر جاچکے ہیں اس لیے وہ اس کی اہلیت نہیں رکھتے he doesn't qualify to be the Attorney General of Pakistan. اب جناب یہ سن لیں۔

Motion was held in order against Attorney General, against the Government and on the ground that the authority to interpret provision of the Constitution dealing with the working of the House rests only with the Chair I humbly pray to all those honourable colleagues, please, ruling of the Chair for the sanctity of this institution is so dear to me, it should be respected. That ruling, that opinion clearly says that JUI is a single political majority party in Opposition.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے. next point جی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا، اس کے بعد Senate Debate May, 11, 1989 دیکھیں، یہ جو بھی میں نے precedent دیا ہے، یہ ہر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ یہ pages 3 to 19 ہیں، یہاں یہ issue پیش آیا کہ کیا چیئرمین کی ruling کے خلاف کوئی بات کرسکتا ہے؟ جیسے آج ہم کر رہے ہیں اور اگر once the ruling is announced, opinion is announced تو پھر کیا ہوگا، the people who established this particular precedent, some of them are still the members of this august House, I am not pointing finger at them, just reminding them, these are your principles, these are the precedents that you have established for us, for the coming generations. These are the treasures that you have kept for us. We have to follow those steps. "It was held according to the established parliamentary practices, no one can enter into any controversy or argument over the ruling of Chair."

جناب والا، اس میں احمد میاں سومرو تھے، پروفیسر خورشید صاحب اور باقی حضرات تھے۔ اس وقت کے چیئرمین جناب وسیم سجاد صاحب نے اس ruling کے بعد کیا کہا، یہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں اس لیے میں ان کو اپنی proceeding کے حصے کے طور پر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

Mr. Chairman! Mr.Wasim Sajjad said, and I quote "I also agree with the honourable Senators who said that it was against

the practice and procedure of this House and also the violation of rule of this House that any objection be made to the ruling by the Chair after the Chair had announced his ruling.”

جناب والا، اس چیئر کی شان ،آپ کی ذات سے نہیں، آپ کی اس اتھارٹی سے ہے جسے آپ اس وقت
carry کر رہے ہیں۔ یہ آپ سے ڈیمانڈ کر رہی ہے کہ آپ اپنی ruling کو change نہیں کر سکتے۔ آپ
announce کر چکے ہیں کہ مولانا عبدالغفور حیدری جو JUI کے majority members سے اپوزیشن
میں ہیں ، وہ آپ کے Leader of the Opposition ہیں ۔ You have already
the Senate چلیں آئیے دوسرا نقطہ دیکھتے ہیں announced this particular ruling..
Debate 9th July,1985 pages 310 to 311. Sir, again it was allowed, let allow me to read the Chair’s decision......

Mr. Chairman: Dictum has been laid down.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: نہیں جناب! اس میں دو چیزیں ضروری
ہیں۔ ”Chair’s decision could not be questioned in the House, to allow, to raise such a question in the House would amount to setting a bad precedent and would be....” یہ بڑے تاریخی الفاظ ہیں ،میں نے یہ نہیں
لکھے۔ میں تو اس وقت اس House میں تھا ہی نہیں ، ان کو سنیں یہ کیا کہتے ہیں

“....setting a bad precedent and would be against the universal parliamentary practices not to question the validity of Chairman decisions in the House in any manner whatsoever decision given, opinion found by this Chair can’t be questioned”.

جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ procedure کے خلاف ہے، اس چیئر کے تقدس کے خلاف ہے۔ آج آپ ہیں
کل آپ میں سے اس ایوان کے اندر کوئی اوریہاں پر بیٹھا ہوگا ، یہ اس کے تقدس کے خلاف ہے۔ میں
نے بڑا cut short کیا ہے again in decision No.180 Senate Debate 24th
April, 1974, pages 689 to 691, میں سارے pages کو نہیں گنتا صرف ایک ہی بات
کروں گا۔ صرف ایک فقرہ کہوں گا۔

“It was held that Chair is not bound to give reason for its ruling”. It was your sagacity, nicety, just and fair, detached, impartial, not only you have given the reasons on the basis, but you have given the reasons consisted of two pages. I think it should be enough. Sir, again in decision 162, Senate Debate 13th December, 1973, It was held that the decorum of the جناب! کیا کہہ رہے ہیں page 334. جناب House requires that the ruling of the Chair must be respected. then the founding father of this very کتنے سال بیت گئے 1973 سے لے کر آج تک جس کے اوپر Constitution, he said this that it is the stepping stone پارلیمنٹ بنے گی، ادارے بنیں گے اور ہم ظالموں نے جعلی عدالت کے ذریعے اس کو hang کیا it is the deadlock, these were his words, 1973 سے لے کر آج تک ہم نے کتنے precedents بنائے اور پھر آج اپنے بنائے ہوئے اصولوں کی پاسداری نہیں کرسکتے۔

Sir, last but not the least is decision 34, Senate Debate of 25th April, 1974, pages 696−699. دیکھیں کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ:

> “Objection against Chair’s ruling not permissible. It was considered as bad precedent if objection was brought against the Chair’s ruling.”

یہاں bad precedent کے الفاظ ہیں۔ آج افسوس سے کم از کم میرا سر جھکا ہوا ہے کہ اس چیز کو جو ہم نے مقرر کی، اس چیز اور اصول کو جو ہم نے اپنے لیے بنایا، آج اسی کو ہم نہیں مان رہے۔

Sir, on this point let me close my argument, only on this point, on the ruling of Speaker quoting Practice and Procedure of Parliament, 6th Edition with particular reference to Lok Sabha, page 126:

> “Ruling of the Speaker: It is the right of the Speaker to interpret the Constitution and rules and no one including the Government can enter into any argument or controversy with the Speaker over such interpretation.”

His ruling constitutes precedent by which, subsequent speakers, members and other officers are guided. His ruling constitutes precedent.

اگرآپ کے counterpart نے کوئی ruling قومی اسمبلی میں دی ہے تو کہہ رہے ہیں کہ that is a precedent you have to follow and all of this House must follow those rulings. آخر میں کہہ رہا ہے:

> "A member, who protests against the ruling of the Speaker, commits contempt of the House and the Speaker."

جناب! یہ الفاظ بھی میں نے نہیں لکھے۔ یہ norms, traditions اور precedents ہیں۔

> "The Speaker's decision is equally binding whether given in House or on the departmental file. He is not bound to give reason for his decision. Members cannot criticize."

It is crystal clear. I think that should be upheld.

جناب! میں نے پہلے کہا تھا کہ میں کوئی سیاسی بات نہیں کررہا، اس لیے کہ سیاسی باتیں میں نے اپنی speech کا حصہ نہیں بنائیں۔ بڑے شرم سے ایک بات کر رہا ہوں لیکن چونکہ میری duty ایسی ہے، میرا یہ خیال ہے کہ I am not going to be doing justice اگر میں اس کو avoid کردوں۔ میں صرف hints دوں گا، اس پر بات نہیں کروں گا کیونکہ کم از کم میرے ضمیر کے مطابق اس کو زیادہ discuss کرنا بہت sensitive ہے۔ آپ کو فوزیہ فخرالزمان خان صاحبہ نے اور ریحانہ صاحبہ نے جو letters لکھے ہیں، ڈار صاحب کی رائے کے جو افراد تھے، 18 اور 21 پر ان کے دستخط ہیں، اس کی روشنی میں آپ خود فیصلہ فرمائیں گے، میں اس پر بات کرنے کی ہمت ہی نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ میرا قد بہت چھوٹا ہے۔

Now, I am going to cut short and coming to issues because I have to deal with that.

جناب! ڈار صاحب نے جو issue No.1 دیا ہے، اس کا جواب ہے "no"۔

دوسرا issue میں پڑھتا ہوں کہ whether members elected on independent seats including FATA having declared their alliance can change their alliance after the vacancy of Leader of the Opposition has occurred. میں نے پہلے اپنا کیس ثابت کیا ہے کہ vacancy سے بہت پہلے انہوں نے اپنا alliance change کر لیا تھا۔ وہ document میں نے دیا ہے، وہ ایک official document ہے اور وہی اس کا جواب ہے۔

With regard to issue No.3, I have already given the answer with quite a detail.

On issue No.4, "yes" I have given my arguments on that too.

With regard to issue No.5, "yes" there is no bar.

جناب! اب آئیے ان issues کی طرف جو میں نے frame کیے۔ ایشو نمبر 1۔ میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا کہ چیئرمین نے rush نہیں کیا appointment of Leader of the Opposition کے معاملے میں بلکہ ان کو request کی گئی اور اس request پر انہوں نے appointment کی that was quite timely.

دوسرا ایشو rule 237 کے متعلق تھا۔ میں نے تفصیل کے ساتھ یہ بتایا کہ یہ آپ کی residuary and inherent power ہے کسی بھی rule کی موجودگی میں اور اگر explicit نہ ہو تو آپ صرف اس کی نہیں بلکہ Constitution کی بھی باقاعدہ طور پر interpretation کرسکتے ہیں۔ Your interpretation should be final. اس کے خلاف کوئی objection نہیں کیا جاسکتا۔

Sir, the 3rd issue was whether authority to interpret the provision of the Constitution; "yes" you have the final authority.

The 4th issue is, whether Chair is bound to announce his ruling while maintaining observation and argument for or against his ruling. You are not bound to do that.

اگر آپ نے کیا ہے، اس کی basis بتائی ہیں تو یہ آپ کی زرہ نوازی ہے، آپ کی اچھائی ہے، آپ کی fairness ہے، good gesture ہے۔ اس House کو as a leader ساتھ لے کر چلنے کا role آپ نے ادا کیا ہے جس کو میں appreciate کرتا ہوں۔

The 5th issue is whether a member or more than one member can enter into an argument or controversy over the ruling of the Chair.

میں نے سارے precedents آپ کے سامنے رکھے کہ 'نہیں' وہ ایسا نہیں کرسکتا۔

Answer to the 6th issue is also the same. "No", he cannot.

The 7th issue was whether JUI prior to the appointment of the Leader of the Opposition, was the single largest political party in the Opposition. Answer is "yes". As you have highlighted in your opinion on page 2, "yes" JUI is the largest political party in the Opposition.

The issue No. 8 is whether it is true that all eight members of Senate from FATA were elected as independent candidates. The answer to this, I have proved it, is "yes" they were elected as independent.

میں نے باقاعدہ طور پر آئین کا، اس President order اور اس statute کا حوالہ دیا ہے جس کے تحت ان کی constituency اور ان کے electoral college دوسروں سے بالکل مختلف ہیں اور یہ independent آئے ہیں۔

Sir, the issue No. 9 is whether it is true that Senator Nawabzada Muhammad Akbar Magsi, Mir Wali Muhammad Badini, Mrs. Kalsoom Parveen and Mr. Humayun Khan were elected independent from Balochistan in 2009.

جناب! میں نے آپ کے سامنے الیکشن کمیشن کے notifications بتاریخ 8 اور 9 مارچ 2009 کے ذریعے ثابت کیا۔ ایک legal اور relevant document پر کوئی question نہیں کرسکتا کہ یہ واقعی چار ارکان بلوچستان سے آزاد حیثیت سے elect ہو کر آئے تھے۔

Sir, my last issue was whether it is true that there are multiple party−wise lists of members of Senate of Pakistan prepared by Senate Secretariat in 2009, i.e. 13−3−2009, 20−4−2009, 3−5−

2011 and 19-5-2011. If so, which list will form the basis for the appointment of Opposition Leader?

اس کا جواب ہے کہ وہ آخری لسٹ جس کے بعد اپوزیشن لیڈر مستعفی ہوتا ہے اور اس کے بعد آپ اپنی رائے یا opinion دیتے ہیں، وہ لسٹ ہے 19 مئی 2011 کی، یہ لسٹ final تصور کی جائے گی۔

Sir, only one sentence with regard to the ruling of Chairman; always every Parliament of the world is considered as *bonafide,* never *mala fide.*

it is the standard of logic, rationality, law and میری گزارش یہ ہے کہ

اسی لیے بہت بڑے Constitution that it should be considered as *bonafide.*

Justice Cardozo نے کہا تھا کہ

"In those challenges we all have to swim or sink together because our salvation is in our unity. If we really want to uphold the norms and traditions of Parliament, democracy, justice, Constitution, rules, laws, it requires strongly that opposition should be united".

The voice of Opposition under the leadership of Molana Abdul Ghafoor Haideri should be one voice and the process that we are going through should end with happiness, should end with brotherhood, should end with those bonds that require us to uphold the ruling and the opinion of the Chair that we have entrusted trust in that. We have reposed trust in that Chair.

Sir, my prayer is and I also reserve my rights for the rebuttal of whosoever, especially, my honourable colleague Mr. Ishaq Dar when he is going to speak, you have given me the right of rebuttal of any point that he is going to state.

Sir, my prayer is your ruling and opinion of 06-06-2011 to be held in order. Two pages opinion which has declared that Molana Abdul Ghafoor Haideri belongs to JUI, now which is the single largest party in the Opposition in the Senate, who in your

opinion had signatures of nineteen honourable Senators should be honoured. Thank you very much, God bless you also.

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! میں point of clarification پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ صبح بھی بات ہوئی تھی، we must not forget that the understanding, understanding is on any new point and that right is with the Molana Haideri Sahib which he would be happily able to transfer but not as a full rebuttal. Actually, it is our right of rebuttal at the end, but we just try to avoid and save time and say that OK. میرے بعد حیدری صاحب بول لیں چونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں شاید نہ بولوں یا شاید نہ بولنا چاہوں گا تو only to the extent of any new point. Otherwise, then we will have a counter right of rebuttal. آپ اس کو اگر un-ended چھوڑیں گے، I think the understanding which was done in your presence Mr. Chairman must be respected کیونکہ سواتی صاحب وہاں پر نہیں تھے، I think he is not fully informed.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! جب میں نے اپنی ڈگریوں کی بات کی تھی تو اس کا صرف مقصد یہ نہیں تھا کہ میں اپنا قد بڑھا رہا تھا بلکہ چونکہ میں نے صرف چار پانچ سال practice کی ہے، اس کے قواعد کے مطابق کہیں ایسا نہیں ہوتا یا جو میں نے کم از کم پاکستان میں دیکھا ہے۔ جناب والا! میرا جو right ہے، میرے client کا right infringe ہو گا۔

جناب چیئرمین: پھر ایسا کرتے ہیں کہ مولانا حیدری صاحب اپنی تقریر کر لیں۔ دیکھیں کوئی نئی چیز آئے تو پھر اس پر ہم لوگ آئیں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! میری گزارش سن لیں، نئی چیز کوئی نہیں آئے گی، sir, I am not going to waste time.

جناب چیئرمین: نہیں کوئی ایسی چیز جیسے ڈار صاحب نے بات کی اور وہ آپ نے cover نہیں کی ہے تو آپ پھر اس پر بات کر لیجیے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! میں اسی parameter کے اندر بات کروں گا، کوئی نئی چیز نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پھر دیکھ لیں گے۔ میاں رضا ربانی صاحب! آپ کل بات کریں گے۔ ٹھیک ہے۔ that's very fair آپ بیٹھ جائیں۔ Where is the Leader of the House, are you ready?

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! کل جو بات طے ہوئی تھی، ہم اسی کے مطابق چل رہے ہیں۔ میرے بھائی کو اس حوالے سے کوئی تحفظات نہیں ہونے چاہییں۔ میں نے تو یہاں تک گزارش کی تھی کہ مدعی وہ ہیں، بولنا تو انہیں ہے، ہم تو سنیں گے، ضرورت پڑے گی تو بولیں گے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! یہ تو settle ہو گیا ہے، اس سے آگے چلیں۔ جی بخاری صاحب! آپ بتائیں کہ what should be done. Adjourn for tomorrow?

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! آپ sense of the House لے لیں what they want?

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب والا! اجلاس چلنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: نہیں چلنا تو چاہیے مگر کوئی speaker تو ہو، میں تو بیٹھا ہوا ہوں۔ اچھا یہ تھوڑا سا legislative business لے لیتے ہیں، Minister for Law کدھر ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: وہ نہیں ہیں، he has gone.

Mr. Chairman: Would you move this motion?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It should be deferred sir.

Mr. Chairman: It should be deferred. OK. Deferred. So, I think we will rise and we will come tomorrow morning. Points of order

صبح بہت ہو گئے ہیں۔ رضا صاحب! آپ پہلے تقریر کریں گے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! جیسے آپ کی خواہش ہے،

we leave it upto you sir

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ پہلے تقریر کر لیجیے گا، پھر Leader of the House تقریر کریں گے and then Dar Sahib will start. I hope Insha Allah by Magrib tomorrow we will finish this debate. The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 22nd June, 2011 at 10.30a.m

\-------------

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 22nd June, 2011 at 10:30 a.m].